تصنیفات سحبان سبحٔ لاثانی حافظ ملک معانی جناب حافظ مولوی
قاضی حاجی خلیل الدین حسن صاحب

نعت مقبول خدا

۱۳۰۳ھ

دفتر حقیقت

۱۳۰۲ھ

با جازت مصنف بسعی قاضی حافظ محمد احمد صاحب برادر خورد مصنف ممدوح
بعد تصحیح اغلاط طبع دوم اور بعد ترمیم و تبدیل و نظر ثانی و با جازت مصنف بار سوم

نظامی پریس بدایوں میں چھاپا گیا

نظام الدین حسین پرنٹر
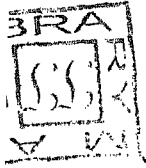
صحت نامہ

لغت مقبول حذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۳	دھوویگا	دھودیگا	۷۲	۱۷	وَاُمُ جُعْنَا	وَمَرْجُعُنَا
״	۸	خال مبارک	گوہرِ دنداں	۸۱	۷	کمین	مکین
״	۱۸	گمرا! ہوگیا	گمراہو! گیا	۸۲	۱۳	جاماہوں	جاناہوں
۸	۱۱	آب	آپ	۸۳	۷	ارمان	ارمانوں
۱۲	۶	اُذنَ	اُذنُ	۹۱	۸	الضافِ	الفاف
״	״	״	״	۱۰۱	۶	حال	خالِ
״	۱۳	بجاے	بچائے	۱۰۲	۴	ندیدہ اوندیدہ	ندیدِ اوندید
״	۱۷	ایک نگہ	اک نگہ	״	۸	طبیب	حبیب
۱۹	۲۰	تنک	تنگ	״	۱۳	ترطیب	ترطیب
۲۵	۱۱	بیٹھیگا	بیٹھیگا	״	۱۴	تربیب	تربیت
۲۶	۵	بس اونپہ	بس اب اونپہ	״	۱۵	کرسیِّ حرف	کرسیِّ حرف
۴۴	۶	آب	آپ	۱۰۳	۲	ارطیب	رطیب
۴۷	۱۹	وزیوزہ	دریوزہ	״	۷	اوراغرباے	اوراقرباے
۴۸	۶	آلے	آئے				
۵۷	۶	میرے	مرے				

دفتر حقیقت

۱۳۰۲

ردیف	بسم اللہ الرحمن الرحیم	الف

…ہ گھر نہیں ہے کہیں گھر نہیں جہاں تیرا — مکاں ترا ہے مکیں تو ہے لامکاں تیرا

…ر ایک قطرہ ہے مدّاحِ تر زباں تیرا — ہر ایک ذرے سے جلوہ ہوا عیاں تیرا

…یانِ کنہِ حقیقت ہے لا بیاں تیرا — مکانِ خلوتِ وحدت ہے لامکاں تیرا

…ہ دل خراب ہے بسمل میں۔ آہ گرم نہیں — وہ گھر اُجاڑ ہے جسمیں نہیں دھواں تیرا

…راغ لیکے بھی ڈھونڈا مگر کہیں نملا — سراغ میں نے لگایا کہاں کہاں تیرا

…جھی کو خوب ہیں معلوم حکمتیں اپنی — نہیں ہے تیرے سوا کوئی رازداں تیرا

…ائی کوئی جگہ تیرے نام سے خالی — مگر کہیں نملا نام کو نشاں تیرا

…جب وسیع بچھایا ہے خوانِ دعوتِ عام — کہ مور تا بسلیماں ہے میہماں تیرا

…ند و پست کا مالک ہے عرش سے تا فرش — زماں ترا ہے زمیں تیری آسماں تیرا

ہی تیرے ہاتھ سفید و سیاہ عالم کا
تو آفتاب ہی پورب ترا پچھاں تیرا

ترا کرم وہ کرم ہی کہ حد نہیں جسکی
اور انتہا سے فزوں قہر الاماں) تیرا

یہ تاب کیا کہ ترے ہجر میں ہے زندہ
یہ جان لائے کہاں سے یہ نیمجاں تیرا

ہیں تیرے درد میں اشکوں کے ساتھ پارۂ دل
تری ہی کی راہ رواں ہی یہ کارواں تیرا

دہن کو دی ہی زباں اور زباں کو نعمتِ شکر
ادائے شکر کہاں تک کرے زباں تیرا

کہاں وہ دل ہی کہ جس دلمیں تیری آگ نہیں
کہاں وہ آگ ہی جسمیں نہیں دھواں تیرا

ہزار دل کھوگئے تیری تلاش میں ای دوست
نشان مٹگئے پایا نہ کچھ نشاں تیرا

جو کوئی نقص نکالے تو کیا ترا نقصاں
زباں تلے جو تجھمیں تو کیا زیاں تیرا

زباں بیان سے عاجز بیاں سے تو باہر
کہاں زبان مری اور کہاں بیاں تیرا

وہیں خوشی ہی مری بھی جہاں تری ہو خوشی
کہیں ترا ہوں جہنم ترا جناں تیرا

جدھر سے چاہے چلا آئے بے طلب طالب
نہ کوئی در ہی ترا اور نہ پاسباں تیرا

خیال میں، رگِ گردن میں، دلمیں، کعبے میں
کہاں کہاں کہوں گھر ہی کہاں کہاں تیرا

پناہ زیرِ نگیں دیدے اپنی ای اللہ
ستا رہا ہی بہت مجھکو آسماں تیرا

مجھے کچھ اور نہیں حاجت اک یہ حاجت ہی
کہ ہوں کسیکا نہ محتاج ایک ہاں تیرا

ہلاک ہوگئے لاکھوں تلاش میں تیری
پتا کہیں نہیں ای عمرِ جاوداں تیرا

ہوا بندھی ہی تری اسقدر زمانے میں
کہ حکم آب و ہوا پر بھی ہی رواں تیرا

دماغ عرش پہ ہی سجدہ کرنیوالوں کا
بہت بلند ہی ای دوست آستاں تیرا

بشر تو کیا ہی فرشتوں کے ہوش اڑتے ہیں
ملا نہ طائرِ سدرہ کو آشیاں تیرا

فلک کو توڑ کے پہنچیگی تجھ تک آہ مری
جو مجھسے قطع نہوگا یہ ہفت خواں تیرا

سرِ سجود دیا خلق پر بہت رگڑا
بس اب جبیں ہی مری اور آستاں تیرا

زبانیں اور بھی دیدے بیانِ وحدت کو
کہ اک زبان سے ہوتا نہیں بیاں تیرا

ملے زمیں پہ **حافظ** کو اوس کی مہمانی
فلک پہ تھا شبِ اسرے جو میہماں تیرا

آدم کا تھا خمیر تمہارا ظہور تھا
حقا کہ سب سے پہلے تمہارا ہی نور تھا

اتنا ہی آگے پردۂ وحدت رہا قریب
جتنا کہ پیچھے عرش محمدؐ سے دور تھا

آدم کی تھا جبیں میں ترا نور جلوہ گر
شیطاں کا جب تو سجدہ نہ کرنا قصور تھا

نورِ خدا تھے آپ نہ تھا سایہ آپ کا
روشن ہی سایہ نور کا امکاں سے دور تھا

خالق نے کس خوشی سے بُلایا پر آپکو
امت کیواسطے غمِ روزِ نشور تھا

ٹھہرا لیا بُراق ہر اک قبر کے لیے
کتنا خیالِ یبعث من فی القبور تھا

شہپرِ پلِ صراط پہ جبریلؑ کے ملے
امت بہت ضعیف تھی مشکل عبور تھا

جس نورِ ذوالجلال میں وہ نور جا ملا
اُس نور کا شرارہ سرِ کوہِ طور تھا

خادم فرشتگانِ مقرب تھے آپکے
پیمانہ رزق کا نہ اجل تھی نہ صور تھا

پہنچوں مدینے میں تو کروں عرض یا نبیؐ
بیتاب مدتوں سے دل ناصبور تھا

حافظ پہ نظم ہو گئی تائیدِ غیب سے
نعتِ نبیؐ کا ورنہ مجھے کیا شعور تھا

مجھے کچھ وصف لکھنا ہی نبیؐ کے روئے انور کا
سنہرا لاؤ پانی چشمۂ خورشید خاور کا

دکھا دو اپنے مشتاقوں کو جلوہ روئے انور کا
اُٹھا دو اک ذرا للہ گوشہ اپنی چادر کا

ابھی کیا ہی ابھی تو عاشقوں کے دل ہی پستے ہیں
کیے بیٹھی ہی رفتار نبی سامان محشر کا

کہیں روح الامیں کا جی نہیں لگتا نہیں لگتا
یہیں آتے ہیں سب دیکھ پایا ہی ترے گھر کا

تصدق لیتے دینے کے فدا ایسے ترحم کے
جو پایا ہی آنکھیں منھ تکتی ہیں میرے دیدۂ تر کا

تری آنکھوں کی خشکی لب کی ہیں سب دیکھنے والے
کسی کو حال کیا معلوم میرے دل کے اندر کا

فراقِ مصطفےٰ کا حال اے دل کیوں چھپایا ہی
سوا میرے ترے ہی تیسرا کون اندر باہر کا

الٰہی سرد کرنا ہی تو کردے نارِ دوزخ کو
ابھی آنسو ٹپکتا ہی نبی کے دیدۂ تر کا

کبھی اُنکے قدم چوموں کبھی سر کی بلائیں لوں
نصیبہ مجھکو ملجائے جو گیسوئے پیمبر کا

تمھارے سایۂ رحمت میں اپنی عمر کٹجاتی
تمھارے در پہ ملجاتا ٹھکانا ایک بستر کا

صبا روضے میں تو پہنچے تو اتنا عرض کر دینا
مسافر ایک حافظ نام بھی حاضر ہی باہر کا

نہ تھا پہلے پتا بھی ساحۂ طیبہ میں سمندر کا
یہ سب اک فیض جاری ہی ہمارے دیدۂ تر کا

جنھیں آتے ہیں چکر دھیان میں اُس بیت ابرو کے
انھیں حاصل ہی گھر بیٹھے طواف اللہ کے گھر کا

پھرو دن میں دشتِ طیبہ میں تو کچھ تقدیر سیدھی ہو
مگر چلنے پر اب موقوف ہی پھرنا مقدر کا

فراقِ مصطفیٰ میں ضبط کی طاقت کہاں مجھکو
تو اے ناصح اُسے سمجھا جگر جسکا ہو پتھر کا

وہ چونکیں خوابِ راحت سے تو جاگیں بخت امت کے
جسے دیکھو وہ رستہ دیکھتا ہی شورِ محشر کا

نہیں ممکن کہ محشر میں وہ پابندِ سلاسل ہو
جسے ہاتھ آگیا ہی سلسلہ زلفِ پیمبر کا

کھلی رہتی ہی ہر دم چشمِ حیرت روے انور پہ
اُتارا ہمنے کیا نقشہ تمھارے روزنِ در کا

جسے کعبہ سمجھتے ہیں تری محرابِ مسجد ہی
جسے کہتے ہیں ساقِ عرش وہ پایہ ہی منبر کا

یہ کس منہ سے کہوں مجھکو قدمبوسی میسر ہو
مرے ہاتھوں کو ہاتھ آجائے بازو آپکے در کا

وہ کیونکر بعد مرجانے کے جا سکتا ہی دوزخ کو
جو قیدی جیتے جی ہی دامِ گیسوئے پیمبر کا

ملی ہی مجھکو گھر بیٹھے ہوے چوکھٹ کی قربت
کہ چشمِ تر میں نقشہ پھر رہا ہی آپکے گھر کا

عجب کیا رحم کھائیں وہ مری ٹوٹی امیدوں پر
اگر دیکھیں بندھا ہی تار اشکِ دیدۂ تر کا

گنہگاروں کو محشر میں نہ ہوگی اور کچھ حسرت
مگر ہاں یہ کہ وہ سب تکتے ہونگے منھ پیمبر کا

مرے سے گھومتا پھرتا ہی گردِ روضۂ حضرت
بلندی پر ہی او حافظ ستارہ چرخِ اخضر کا

قدر کیا کہ سایہ بھی نہیں دیکھا جناب کا
اسپر ادھر سے منہ ہی پھرا آفتاب کا

بھولا نہ وردِ روئے رسالت مآب کا
حافظ میں ہوگیا ہوں خدا کی کتاب کا

مولے تمہارے ہی نمکِ حسن کے طفیل
پایا دلِ برشتہ نے رتبہ کباب کا

اے پیرِ چرخ اُن کو جوانی میں دیکھنا
ہے دو برس کے سن میں تو عالم شباب کا

ہیں وہ فصیحِ سیف زباں جن کے سامنے
فقرہ نہ چلسکا کوئی اہلِ کتاب کا

سو بار دن سے رات ہوا اور دن ہو رات سے
ثابت نہ کرسکے کوئی سایہ جناب کا

روزِ حساب کوئی سہارا نہیں مجھے
ہے آسرا ترے کرمِ بے حساب کا

راکب حضور سا ہو تو مرکب براق سا
اور جبرئیل تھامنے والا رکاب کا

میخانۂ جہاں بھی نہ تھا جب سے مست ہوں
سرخوش نیا نہیں ہوں پرانی شراب کا

آئے نہ حرف میری کتابِ حساب پر
مولے جو آئے وقتِ حساب و کتاب کا

سنتا ہوں میں کہ حافظ بیچارہ ہے مریض
دیکھ آؤ، ہے یہ کام نہایت ثواب کا

اگر موج زن دیدۂ تر رہے گا
تو کاہے کو قائم مرا گھر رہے گا

جو پہنچیگا صحرا میں دیوانہ تیرا
تو خوش ہو کے جامے سے باہر رہے گا

نہ لب صورتِ آبِ حیواں چھپاؤ
کوئی مرنے والا کبھی مر رہے گا

ہے بے سایہ تو، حق کا تجھ پر ہے سایہ
ترا سایہ امت کے سر پر رہے گا

ذرا سر کو ٹکرانے دو آستاں سے
نہ سودا رہیگا نہ یہ سر رہے گا

جو کر دوگے بندے کو آزاد مولے
بتاؤ تو کس کا وہ ہو کر رہے گا

بدوں کے لیے ہے بھلوں کی شفاعت
جو بدتر ہے وہ سب سے بہتر رہے گا

اگر ہیچ ہے خورشیدِ محشر کی تابش
تو کاہے کو دامن مرا تر رہے گا

پہنچنے نہ دوگے اگر سنگِ در تک
تو پھر حوصلہ خاک پتھر رہے گا

کسی جا رہے جا کے دیوانہ تیرا
مگر شرع کی حد سے باہر رہے گا

نہ ہوگا تو ہوگا بہت یاد حافظ
مرا ذکر یاروں میں اکثر رہے گا

قابو سے ہی باہر دل دیوانہ ہمارا
اور تم سے جدا ہی نہ تمھارا نہ ہمارا

ڈر کر جو میں کہتا ہوں، گنہ میرے بہت ہیں
فرماتے ہیں، اور لطف کریمانہ ہمارا

بیخود ہیں نہ مدہوش نہ بہوش نہ بیہوش
ہیں ہوش مگر رنگ ہی مستانہ ہمارا

باندھا ہے زنجیر سے گیسو کی، وگرنہ
مانے گا نہ ہرگز دل دیوانہ ہمارا

دی حشر میں اعضائے گناہوں کی گواہی
ہر ایک یگانہ ہوا بیگانہ ہمارا

آجایئے دل میں کہ چھٹی بھیڑ یہ ساری
ارمانوں سے آباد ہی ویرانہ ہمارا

تم قبر میں اک پرتوِ رخسار جو ڈالو
ہو مطلعِ انوار سیہ خانہ ہمارا

کونین کے آقا کی ملی مفت غلامی
اور قیمتِ کونین ہی بیعانہ ہمارا

پیاسا ترے دیدار کا ہی دیدۂ مشتاق
پانی کو ترستا ہی یہ پیمانہ ہمارا

یا شاہ ذرا ہاتھ تو رکھد یجیے دل پر
درویش ہیں مقبول ہو نذرانہ ہمارا

ہو کر ترے دیوانے ہوئے مرجعِ آفاق
اب دیکھیے جسکو وہ ہی دیوانہ ہمارا

ہم آپ سے ہنگامِ شفاعت یہ کہینگے
ارمان ہے اب نہ تمھارا نہ ہمارا

بیتاب ہیں میرے لیے محشر میں پیمبر
دوزخ کو چلا جاے نہ دیوانہ ہمارا

محشر میں مجھے دیکھکے پابندِ سلاسل
فرمائینگے یہ کون ہے؟ دیوانہ ہمارا

دس پانچ ہی اشعار میں گھبرا گئے حافظ
باقی ہی بہت کچھ ابھی افسانہ ہمارا

پھر جوش پہ ہی خامۂ مستانہ ہمارا
لبریز مے نعت ہی پیمانہ ہمارا

پھر محفلِ میلاد کی آراستگی ہی
ہمپایۂ کعبہ ہی سیہ خانہ ہمارا

نازل ہیں در و بام پر انوارِ تجلی
ہمدوشِ سرِ طور ہی کاشانہ ہمارا

بالیدہ در و بام یہ ہیں فرطِ خوشی سے
اونچا ہی بہت عرش سے کاشانہ ہمارا

سرمست کیا چشمِ سیہ مستِ نبی نے
میخانہ وہی ہے وہی پیمانہ ہمارا

کچھ غم نہیں آلودۂ عصیاں ہی جو دامن
دھووےگا اُسے گریۂ مستانہ ہمارا

چلنے کا نہ پھرنے کا ہوا کسلیے پیدا
سر آپکے قدموں پہ جو پہنچا نہ ہمارا

لا ئینگے تبرک ترے روضے سے جو زائر
جی دیکھکے للچائیگا کیا کیا نہ ہمارا

وہ یوں صفِ محشر میں مجھے یاد کرینگے
دیکھو تو ہوا ہیں وہ دیوانہ ہمارا

پوچھے مرے اعمال کو جب داورِ محشر
کہدیجیے اتنا کہ ہی دیوانہ ہمارا

روزی ہو ترے خالِ مبارک کا نظارہ
جس روز کہ دنیا سے اُٹھے دانہ ہمارا

لبریز ملے شربتِ دیدار کا ساغر
جسوقت چھلکنے لگے پیمانہ ہمارا

فرماد و کبھی میری طرف کرکے اشارہ
ہم شمعِ تجلّی ہیں، یہ پروانہ ہمارا

طیبہ میں تو باقی نرہا ایک بھی زائر
سب آگئے قاصد کوئی آیا نہ ہمارا

رونا نہو کم دیدہ اگر کور بھی ہوجاے
ٹپکیگا سوا پھوٹکے پیمانہ ہمارا

سینے میں نہ دل ہی نہ جگر ہی نہ لہو ہی
غم آے تر اصاف ہی کاشانہ ہمارا

ہم سوئے تھے کس روز جو وہ خواب میں آتے
ہم جاگے ہانصیبہ کبھی جاگا نہ ہمارا

مرجا ئینگے اک روز اسی ذکر میں حافظ
رہجائیگا افسانہ ہی افسانہ ہمارا

اُس قدِ بے سایہ کا مجھکو جو سودا ہوگیا
سمجھے ہیں اُلٹی سمجھ والے کہ سایا ہوگیا

چاند نکلا تیرگی بھاگی اُجالا ہوگیا
رہبر آیا وقت گمراہی کا گمرا! ہوگیا

مجھکو دوزخ سے بچایا آپنے بولے ملک
لو یہ بندہ بندۂ احسان والے ہوگیا

ایکبار ارشاد فرمادو صلے میں نعت کے
لو تمھارے نام جنّت کا قبالا ہوگیا

وہ ریاضت کیا ریاضت ہی کہ ہو جسپر غرور
نفس فربہ ہوگیا جب جسم دُبلا ہوگیا

یک بیک دل کے بگڑ جانیکا ہی کچھ تو سبب
کچھ تو در پردہ تمھارا بھی اشارا ہو گیا

عمر گذری اسقدر لیکن نہیں اتنی خبر
کام کیا کرنے کا تھا کیا ہو گیا کیا ہو گیا

اشکباری حد سے گزری کیوں ہوئی مغفرت
جوش پر طوفان سے رحمت کا دریا ہو گیا

قطعہ تا چہار شعر

جس نبی نے کی شب اسرے زیارت آپکی
عاشق دلدادۂ روئے مصطفیٰ ہو گیا

پھر امامت کی جناب سید ابرار نے
صف بصف جب حکم سبکو اقتدا کا ہو گیا

کیا ادائے فرض میں بھی تھی ادا دلفریب
وہ خوش آوازی کہ سنکر سبکو سکتا ہو گیا

پہلے ہی اللہ اکبر پر گلے کٹنے لگے
ہر نمازی بسمل تکبیر اولے ہو گیا

زادِ رہ کا غم نہیں لیجانے والا ہی خدا
ابتو اے حافظ مدینے کا ارادہ ہو گیا

اپنے غم سے ہمیں فرصت نہیں پھر غم کسکا
آپ ماتم زدہ ہیں کیجیے ماتم کسکا

غم کو الفت مرے دلسے مرے دلکو غم سے
کون ہمدم ہی مرا اور میں ہمدم کسکا

نہ تو ماتم کی ہی مہلت نہ خوشی کی ہی خبر
عید ہی ہی کدھر اور محرم کسکا

مجھکو رونیکی بھی فرصت نہیں رونا ہی یہی
مجھکو رونا ہی مرے دیدۂ پرنم کسکا

رونیے کسکو کہ ہی جذب کی حالت طاری
ہو گیا اور ہی عالم غم عالم کسکا

دلسے پیارا ہی جگر دل ہی جگر سے پیارا
ایک سے ایک سوا رنج کروں کم کسکا

ہم غم شاہ سے جا بیٹھیں خوش خوش پامال
سینہ کسکا ہی مری جان مرا دم کسکا

آدمی کس سے کہیں اسمیں ہی موسے کو کلام
دم بخود ہی لب عیسیٰ کہ بھرے دم کسکا

جسکے صدقے سے دعا آپکی مقبول ہوئی
کیجیے وہ نام تھا ای حضرت آدم کسکا

کون ہی نار جہنم سے بچانے والا
جسم نے سایہ بنا نور مجسم کسکا

جسکے بیمار وہ ہیں، ہیں بھی اُسیکا ہوں مریض
ہائے اب چارہ کریں عیسیٔ مریم کسکا

کسکی ہی عالمِ بالا میں زمیں سے آمد
تذکرہ آج فرشتوں میں ہی باہم کسکا

نقش امید کا کرسی پہ بٹھایا کس نے
پایۂ تخت بنا عرشِ معظم کسکا

ہی حیاتِ ابدی کسکی وفاتِ ظاہر
جسم نے روح رہا روحِ مجسّم کسکا

عرض کرتا سرِ میدانِ شفاعت حافظ
مُنھ تکوں تیرے سوا سرورِ عالم کسکا

تو ہی شافع ہی قیامت میں گنہگاروں کا
چارہ گر تیرے سوا کون ہی بیچاروں کا

طعنہ سُن سُن کے میں کہتا ہوں نکوکاروں کا
ہی کوئی بخشنے والا بھی گنہگاروں کا

جلد ہنگامۂ محشر میں خبر لو مولے
مُنھ ذرا سا نکل آیا ہی گنہگاروں کا

ہی ابھی عشقِ نبی کا مرے دل سے یہ کلام
حال ہوتا ہی یہی تازہ گرفتاروں کا

آبرو آج ترے ہاتھ ہی ای داورِ حشر
مجمعِ عام ہی اور ساتھ ہی دینداروں کا

یاب سا کوچۂ حضرت کا ہی سودا شب و روز
سر سے ٹلتا نہیں سایہ کبھی دیواروں کا

دیدیا دیکھکے دنیا کے طبیبوں نے جواب
اب تو اللہ ہی والی ترے بیماروں کا

مستحقانِ شفاعت کی جو فہرست لکھو
نام عنوان پہ ہو ہمسے سیہ کاروں کا

وہ کہ اِس غم سے ہی فارغ، نہ ہو غم سے فارغ
دل رہے شاد اماموں کے عزاداروں کا

ہر معشوق تو عشّاق سے کرتے ہیں گریز
تو وہ مطلوب ہی طالب ہی طلبگاروں کا

خوب ای شرمِ گنہ کام بنایا تو نے
ہوگیا رنگ سفید اُڑکے سیہ کاروں کا

خواب میں بند ہوں آنکھیں تو میں دیکھوں اُنکو
ہو کے بیہوش کروں کام میں ہشیاروں کا

پڑھتے ہیں میری غزل، کرکے تخلص تبدیل
حافظ اِن روزوں ہی شیوہ یہی عیّاروں کا

ہی موت بے زیارت تو ہو بالقضا رضینا
نہ برائی موت مرنا نہ برائی زیست جینا

نہ ہی مال و زر کی خواہش نہ ہی مفلسی کی کاوش
مرے داغ ہیں خزانہ مرا سینہ ہی خزینا

انھیں بے حجاب دیکھیں جو اٹھیں حجاب دل کے
نظر آئیں ہر جگہ وہ جو ہو آنکھ دل کی بینا

کہیں جلد آئیں یارب سفرِ حجاز کے دن
مجھے ایک پل ہی اک دن مجھے ایک دن مہینا

مری بیخودی خدارا مجھے تو بتا دے اتنا
مرا سینہ کس نے چھانا مرے دل کو کس نے چھینا

تری اک نگاہ پل میں جسے چاہے مست کردے
نہ صراحیاں نہ ساغر نہ سبو نہ خم نہ مینا

جو مکاں سے لامکاں پر گئے ایک دم میں سرور
یہ بھی شانِ ربِ اکبر نہ کمند تھی نہ زینا

کوئی سب حجاب اٹھا دے مجھے ہند میں دکھا دے
یہ نجف یہ کربلا ہے یہ ہے مکّہ یہ مدینا

سرِ بزم وہ دے ساقی مجھے بھر کے وہ پیالہ
نہ گناہ جسکا چکھنا، نہ حرام جسکا پینا

یہ طریق عشق اور ہم، کرو توبہ حضرتِ دل
ابھی سیکھیے سلیقہ، ابھی پوچھیے قرینا

یہ ہی التجائے حافظ یہ ہی مدعائے حافظ
جو مروں تو پاؤں جنّت جو جیوں سے ملے مدینا

جو مقامِ دَنا سے حضور بڑھے تو وصال میں فرق ذرا نہ رہا
کوئی راز تھا کہ عیاں نہ ہوا کوئی پردہ تھا کہ اُٹھا نہ رہا

ترے فیض سے خلقتِ جن و بشر ترے فیض سے زینتِ شمس و قمر
ترے فیض سے نوبتِ شام و سحر ترے فیض سے کوئی بچا نہ رہا

ترا عقدۂ لب ہی وہ عقدہ کشا کہ ذرا بھی اگر لبِ عقدہ کھُلا
کوئی عقدہ نہ تھا کہ وہ کھل نہ گیا کوئی دامِ بلا میں پھنسا نہ رہا

ترے لطف کا کیا کوئی وصف کرے کہ چھڑائے بد و نیک پڑے کے پڑے
ابھی آکے کھڑے ہوئے لاکھ بُرے ابھی اُنہیں کوئی بھی بُرا نہ رہا

چلے آؤ سرہانے خدا کے لیے کہ ہوں جان بلب ایک ادا کے لیے
سب اُٹھائے ہیں ہاتھ دعا کیلیے دمِ نزع ہے وقت دوا نہ رہا

ترے ہجر نے کھوئے ہمارے مزے وہ نظارے کے لطف وہ پیارے مزے
ہوئے خاک زمانے کے سارے مزے ہمیں جینے میں خاک مزا نہ رہا

ترے وصف کا وصف ہو کس سے ادا ہوا دا تو خطا کے ہوں ہوش خطا
ترا نام جو میں نے قلم سے لکھا مرے نام گناہ لکھا نہ رہا

میں پیادہ مدینہ ہے دور ابھی ہے سواری اجل کی قریب کھڑی
کبھی دل میں زیارت شہ کی خوشی کبھی غم کہ میں زندہ رہا نہ رہا

تری یاد میں شب جو میں رونے لگا مری آنکھوں سے چشمۂ اشک بہا
جو گناہ تھا نقش بر آب ہوا کوئی حرف بدی کا لکھا نہ رہا

ترے تشنہ لب جو شہید ہوئے ہیں مزے ہیں کہ جیتوں میں مر کے پڑے
یہ اٹھائے فنا میں بقا کے مزے کوئی تشنۂ آب بقا نہ رہا

مری آنکھوں میں پھرتی تھی جنکی ادا انھیں دیکھ کے ہو گئے ہوش خطا
وہ نہ آئے تھے جب تو میں ہوش میں تھا وہ جب آئے تو ہوش بجا نہ رہا

غم عشق نبی کی غذا جو ملی ہمیں تلخی عیش پسند ہوئی
وہ ہوا نہ رہی وہ ہوس نہ رہی وہ نشا نہ رہا وہ مزا نہ رہا

ہے جنون زدہ حافظ بے سر و پا کہ وہ کوچہ بکوچہ پھرا ہی کیا
کوئی پوچھے جو ہند میں جی نہ لگا تو مدینے میں کس لیے جا نہ رہا

ردیف بائے موحدہ

ہے نبی کا قصر عالی چرخ اخضر کا جواب
روزن دیوار ہے خورشید خاور کا جواب

نیک و بد سب بخشدیگا کچھ نپوچھیگا خدا
امت خیر البشر سے خیر اور شر کا جواب

انسے ملنے کی بھی طاقت عشقِ حضرت میں نہیں
جسم میرا ہوگیا ہی میرے بستر کا جواب

آپ آئے اور میں غافل پڑا سوتا رہا
میری آنکھیں ہوگئیں میرے مقدر کا جواب

بھر گیا نورِ الٰہی سے کسیکے عشق میں
ہوگیا سینہ کسیکے روے انور کا جواب

احمدِ مرسل کا دنیا میں مقابل کون ہی
یا ابوبکر و عمر عثمان و حیدر رضہ کا جواب

آسمانوں نے تو یہ پایہ کبھی پایا نہیں
عرشِ اعظم ہو تو ہو حضرت کے منبر کا جواب

اُدنُ مِنّی اُدنُ مِنّی تھا خطابِ کردگار
رَبِّ ھَبْ لِی اُمَّتِی تھا اپنے سرور کا جواب

ایک کُن سے حق نے سب کچھ کر دیا پیدا اگر
ایک اپنا اور ایک اپنے پیمبر کا جواب

آستانے پر نبی کے ہو جو اک سجدہ نصیب
عرشِ اعظم تک نہو حافظ مرے سر کا جواب

کیوں نہ محبوبِ الٰہی ہو لقاے محبوب
کیا ہی محبوب ہی انداز و ادائے محبوب

کیوں نہو جائیں مرے ہوش فداے محبوب
دلربا پایا نہ وہ دھج اور وہ اداے محبوب

اے خدا شان تری سب سے نرالی پائی
آپ پیدا کرے آپ اپنا بنائے محبوب

دغدغہ ہی کبھی امید کبھی بیم کبھی
حشر میں دیکھیے کس کسکو بچاے محبوب

آپ کو دور نہ کھینچ اسقدر ای چرخِ بریں
کہ یہ رتبہ ہی طفیلِ کفِ پاے محبوب

کوئی محبوب نہیں دوکے برابر بخدا
ایک محبوبِ خدا ایک خدا ے محبوب

دیرِ بخشش میں ہی کیا، یہ نہ روا رکھ یارب
سامنے تیرے کھڑا اشک بہائے محبوب

تمکو سیری نہوئی ہو جو تجلّی سے کلیم
دیکھلو ایک نگہ ہوش ربا ے محبوب

کیا عجب ہی کہ وہ امت بھی ہو محبوبِ خدا
جسکو محبوبِ خدا اپنا بنائے محبوب

طور پر حکم کہ نعلین اُتاریں موسےٰ
عرش پر کفش کو پہنے ہوے جائے محبوب

طور پر یہ کہ ہمیں دیکھ نہیں سکتے کلیم
عرش پر یہ کہ ہمیں حسن دکھائے محبوب

بیخودی ہے مجھے حافظ تو وہ خود ملجائے

آپ سے جاؤں ہیں، تو آپ سے آئے محبوب

ردیف تاے فوقانی

گل رخسارِ محمدؐ ہی بہارِ جنت
خال و خط آپ کا ہی نقش و نگارِ جنت

آگئے آگے ہیں نبی ساتھ لیے بوے لطیف
پیچھے پیچھے ہی رواں بادِ بہارِ جنت

خار و خس پہ ترے کوچے کے فدا ہوں جی سے
دیکھ پائیں جو عروسانِ بہارِ جنت

ہم تو مرتے ہیں فقط ایک ترے کوچے پر
کون کرتا پھرے محشر میں شمارِ جنت

ساغرِ عشق سے ہیں بیخود و مست و ہشیار
نہ نشہ خلد کا ہمکو نہ خمارِ جنت

جس کی ہو جاے شفاعت وہی بخشا جاے
ہی توجہ پہ تری دار و مدارِ جنت

دلِ بیتاب کو بے آپ کے ہوگا نہ قرار
ہمکو ملجائے اگر دارِ قرارِ جنت

اپنے مطلب کے ہیں ہشیار ترے دیوانے
کبھی ہوتے نہیں دانستہ دوچارِ جنت

آپ کے حسن پہ جو جان دیے بیٹھا ہو
کیا کرے لیکے وہ بیچارہ بہارِ جنت

ترے کوچے میں اگر عیشِ مخلّد ہو نصیب
نہ ہے مجھکو غمِ قرب و جوارِ جنت

بستی ہی آپ کی امت ہی کے دم سے ورنہ
ایک اجڑی ہوئی بستی تھی دیارِ جنت

جلد آجاے قیامت کہ وہ دیکھے ہمکو
دیکھی جاتی نہیں اب حالتِ زارِ جنت

مری جاتی ہی مری طرح ترے روضے پر
کیا بنیگا ترے کوچے میں مزارِ جنت

تو نہی نور تمھارا ہی نہ ہی مہر نہ ماہ
رات دن ایک سے ہیں لیل و نہارِ جنت

یاد ہی امتِ عاصی کو تمھارا وعدہ
کہ جہنم میں بھی ہی صبر و قرارِ جنت

دشت گردی ہو جو طیبہ کی میسر حافظ
ہم کبھی منھ بھی نہ کریں سوے دیارِ جنت

ردیف ثاے مثلثہ

دور آپ سے پڑا ہوں میں ناشاد الغیاث — سو لے بُری پڑی ہے یہ اُفتاد الغیاث

فریاد یا نبی کہ نہیں دل کو تابِ صبر — بیساختہ نکلتی ہے فریاد الغیاث

فریاد ہو خدا سے جو کوئی دُکھائے دل — میرا تو دردِ دل ہے خدا داد الغیاث

کیا ہو گیا ہے دل کو مرے، ہائے کیا کروں — فریاد کا بھی ڈھنگ نہیں یاد الغیاث

ہو حاضری کا حکم کہ مظلومِ ہجر ہوں — ہوں دادخواہ و موردِ بیداد الغیاث

پیاسا ہوں دیدہ و شربتِ دیدار، العطش — نالاں ہے دل فراق میں، فریاد، الغیاث

وہ دل کہاں سے لاؤں جو ضبطِ فغاں کروں — پاسِ ادب ہے مانعِ فریاد الغیاث

سنتا ہو میری عرض تو سُن لیجیے حضور — پھر کسکو ہو گی طاقتِ فریاد الغیاث

ہوں نفس پروری میں گرفتار المدد — آپھی ہوں صید آپ ہی صیّاد الغیاث

روزِ حساب عرض کرونگا حضور سے — وقتِ مدد ہے کیجیے امداد الغیاث

ردیف

دل ٹوٹنے کا غم نہیں حافظ کو غم یہ ہے
اب کس جگہ رہیگی تری یاد الغیاث

جیم عربی

اللہ غنی آپ کا رتبا شبِ معراج — اللہ نے پاس اپنے بلایا شبِ معراج

حوریں بھی ملائک بھی پیمبر بھی جلو میں — تھا شور بپا صلّ علےٰ کا شبِ معراج

خدمت پہ کہیں شیث کہیں آدم و ادریس — اور تھے کہیں موسےٰ کہیں عیسےٰ شبِ معراج

قدسی ہی تھے منتظرِ حضرتِ والا — مشتاق تھا اللہ تعالےٰ شبِ معراج

جنت میں جو ہیں آپ کی امت کے مراتب — اللہ نے ایک ایک دکھایا شبِ معراج

آنکھوں سے کیا آپ نے خالق کا نظارہ — حاجب نہ رہا کوئی بھی پردا شبِ معراج

کانوں سے سُنا قول خداوند تعالےٰ — قوسین سے بھی فرق تھا ادنےٰ شبِ معراج

جو مانگو میں دونگا تمہیں، جو مانگو میں دونگا — یہ دمبدم ارشادِ خدا تھا شبِ معراج

چاہا تو فقط بخششِ امت کو نبی نے — اللہ سے کچھ اور نہ چاہا شبِ معراج

امت کیلیئے نعمتیں پائیں ہوئے راضی | پورا ہوا یعطیک فترضی شب معراج

ردیف — حافظ کو بھی از راہ کرم کچھ ہو عنایت / امت کے لیے لائے ہو کیا کیا شب معراج — **حائے حطی**

قالب سے روح جب ہو جدا ای غذائے روح | قالب رہے بقیع میں جنت میں جائے روح
جینے کا لطف کیا ہی جو عشق نبی نہو | عشق نبی ہو میرے بدن میں بجائے روح
مرجاؤں آستانۂ پاک رسول پر | بعد فنا تو کاش کچھ آرام پائے روح
بلبل بنا دے روضۂ اقدس کی ای خدا | کبتک نبی کے ہجر میں صدمے اٹھائے روح
جینے کا ہی مدار تمھارے ہی ذکر پر | ہے اک یہی ترانۂ دلکش غذائے روح
جینے پہ فخر کرتے ہیں تم پر مرے ہوئے | تم پر ہزار جان سے قربان جائے روح
صدمے بہت پڑے ہیں اٹھانے کے واسطے | یہ بھی اٹھائینگے جو ہی باقی بقائے روح
جسم لطیف دم میں پھر آیا کہاں کہاں | ایسی صفا نظر میں نہ ایسی صفائے روح
کشتوں سے کرتے ہیں وہ کچھ ارشاد زیر لب | جاتا ہی کوئی دم کہ بدن میں پھر آئے روح
کردے خدا تعلق باطن حضور سے | بیٹھا رہوں یہیں میں، وہاں آئے جائے روح
روحی فداک ابتو ہی یہ حال یا نبی | باقی نہیں کچھ اور بدن میں سوائے روح

ردیف — آمین سب کہیں جو یہ حافظ دعا کرے / قالب رہے بقیع میں جنت میں جائے روح — **خائے معجمہ**

نبی کا روز ولادت ہی بارھویں تاریخ | جو مومنوں کو مسرت ہی بارھویں تاریخ
نزول نور خدا ہی ربیع اول میں | ورود آیۂ رحمت ہی بارھویں تاریخ
یوہیں جلینگے عدو سن کے ذکر مولد کو | اگر جہاں میں سلامت ہی بارھویں تاریخ
بہانہ ڈھونڈھے ہے جو بخشش کا رحمت باری | تو ذاکروں کو کفایت ہی بارھویں تاریخ
فرشتے پھرتے ہیں دنیا میں تہنیت گویاں | مبارک اور سلامت ہی بارھویں تاریخ

ہی عرش جسکا قدمبوس وہ ہوا پیدا
یہ فرشتوں کو بشارت ہی بارھویں تاریخ

طلوعِ صبحِ ولادت ہی منکروں کو یہ نشان
طلوعِ صبحِ قیامت ہی بارھویں تاریخ

ہزار صبحِ مراد اُسکی صبح پر قرباں
طلوعِ مہرِ نبوت ہی بارھویں تاریخ

فدا ہزار شبِ ماہ اُس شبِ مہ پر
کہ جسکی صبحِ سعادت ہی بارھویں تاریخ

فلک سے آئے فرشتے لیے ہوئے انوار
زمیں کی اور ہی زینت ہی بارھویں تاریخ

کرو وضو اُٹھو حافظ پڑھو دوگانہ شکر
حبیب حق کی ولادت ہی بارھویں تاریخ

ردیف دال مہملہ

آدمی ہوں کہ ملک سب ہیں فدائے احمد
دونوں عالم ہیں طلبگارِ لقائے احمد

اپنے محبوب کی ہر کوئی خوشی کرتا ہی
ہی وہی حق کی رضا جو ہی رضائے احمد

اک جہاں کے ہیں وہ، یہ دونوں جہاں کے مالک
پادشاہوں سے مزے میں ہیں گدائے احمد

روزِ پرسش تو ہی دنیا کے سلاطیں کے لیے
خلد میں جائینگے بے پوچھے گدائے احمد

بدنِ پاک سے بلکہ یہ خوشی ہی یہ خوشی
کہ سمائی نہیں جامے میں قبائے احمد

اور خوبوں کے بشر اسکا خدا ہی خواہاں
سب اداؤں سے نرالی ہی ادائے احمد

کہتے ہیں جسکو اجابت وہ بتادیں کیا ہی
کمتریں بندہ درگاہِ دعائے احمد

کاش اُس خاک کا سجدہ ہی میسر ہو مجھے
جسپر اک بار پڑی ہو کفِ پائے احمد

قطعہ تا سہ شعر

انبیا ہولِ قیامت سے لرزتے ہونگے
اور شافع کوئی ہوگا نہ سوائے احمد

اور وہ نکو ورد زباں نالۂ نفسی نفسی
امتی امتی آوازِ دعائے احمد

بخشوائیں گے تو صبر آئیگا جب آئینگے
ہاتھ اُٹھائے ہوئے اور سر کو جھکائے احمد

دیدار ہوگا روزِ قیامت بجا درست
اُسدن بھی دیکھیے ہمیں آئے نہ آئے ہوش

یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب آئے کب گئے
میرے تو ایک ہی سے ہیں آئے نہ آئے ہوش

نسیاں رہے مجھے تو یہ بیتا بیاں ہوں کیوں
اے یاد تو نے اور بھی میرے بھلائے ہوش

کیا بیخودی پسند ہی ہوئے کے عشق میں
سمجھا ہوں میں روا گلہ نا روا ئے ہوش

مارا مجھے مرے غمِ حالِ تباہ نے
ای کاش رہیں اور ہی کچھ ہو بجائے ہوش

عشقِ نبی میں ہوش کا جانا ہی ہوش ہے
چل دور ہو طبیب کہ اپنی دوائے ہوش

کیا بے حواس آئے ہم اُس جلوہ گاہ سے
اتنی خبر نہیں کہ کہاں بھول آئے ہوش

جو ہوش لیگئے تھے مرے اک نگاہ میں
وہ آپ آئے اور مرے لینے آئے ہوش

عہدِ شعور سے ہوں میں دیوانہ آپ کا
ہی ابتدائے ہوش سے یہ انتہائے ہوش

ردیف	حافظ جو چند روز یہی ہے خودی رہی کھو بیٹھیگا ہاتھ سے بیٹھے بٹھائے ہوش	صاد مہملہ

خدا کو اور رسولوں سے ہی ہزار اخلاص
مگر حضور سے کچھ اور ہی ہی پیار اخلاص

ہر ہزار جو پڑھ دو تم ایک بار اخلاص
تو مجھ سے آکے فرشتے کریں ہزار اخلاص

کسی بشر کو نہ تھا چار سو سے دنیا میں
نبی کے ساتھ جو رکھتے تھے چار یار اخلاص

تمھیں سے ربط خدا کو، تمھیں سے راز و نیاز
تمھیں سے مہر و محبت، تمھیں سے پیار اخلاص

حساب پاک کرینگے بدوں کا روزِ حساب
کھلیگا روزِ شما ان کا بیشمار اخلاص

مرادِ کسکی ہو پوری بر آئے کسکی امید
جتا رہے ہیں ہزاروں امیدوار اخلاص

ذرا سی دیر میں کیا کچھ ہوا شبِ معراج
ہزار پیار کی باتیں ہوئیں، ہزار اخلاص

بچا میں انکی محبت میں لاکھ فکروں سے
ہی عافیت کا مرے واسطے حصار اخلاص

تمھارے دوست قیامت میں سرخرو ہونگے
بہت دکھائیگا پیشِ خدا بہار اخلاص

خلوصِ دل سے جو ہے جائے بلا سے جانِ عزیز
عزیز جان سے رکھتے ہیں جاں نثار اخلاص

ضاد معجمہ	وطن کو چھوڑو سدھارو مدینے ای حافظ یہ کیا جتاتے ہو گھر بیٹھے بار بار اخلاص	ردیف

جیسے اللہ کی ہی طاعت فرض — ویسے ہی آپ کی اطاعت فرض
جسنے جانی تری محبت فرض — ہو گئی اُسپر خدا کی رحمت فرض
حدِ تقوے یہ ہی کہ ہو تسلیم — مستحب واجب اور سنت فرض
رحمت اُس پر کہ جس سے ذاکر ہو — ہی فلک سے نزول رحمت فرض
کیا ہی مشکل نبی کا غم کھانا — کر لیا جب اسی کو نعمت فرض
کیا عجب تیری شان ہو ابھی — ہمنے کرلی خدا کی قدرت فرض
حیف ہی جو خدا کے گھر جا کے — اور نہ سمجھے تری زیارت فرض
سر کے بل چلیں جو طیبہ کو — ایک منزل ہو ایک رکعت فرض
دل سے خواہش کی نہیں جاتی — ہر مصیبت مسلّم آفت فرض
ناتوانی میں دل کی تسکیں کو — دل میں کرلی تری زیارت فرض
[illegible] عشق کا جو سے — اُسپہ دوزخ حرام جنت فرض

طاے مہملہ	نہیں محشر میں کوئی حافظ کا ایسے بیکس کی ہی حمایت فرض	ردیف

کچھ غم نہیں جو لب کو ہی آہ و بکا سے ربط — ہی کہ دوا اثر کو ہو میری دعا سے ربط
ہی چھٹ گیا دل [illegible] گریہ و آہ رسا سے ربط — بیمارِ عشق کو ہی اس آب و ہوا سے ربط
کیا جانے کوئی عشق میں کیا کیا ہیں لذتیں — اُس دل سے پوچھیے جسے [illegible] سے ربط
کیا [illegible] شب معراج کٹ گیا — گویا کہ ابتدا کو ہوا انتہا سے ربط
ہی زندگی انھیں کی جو مرتے ہیں آپ پر — اہل بقا وہی ہیں جنھیں ہی فنا سے ربط
جو [illegible] جبیں کو [illegible] سے انفصال — اتنا ہی سجدے [illegible] سے ربط

همت رہے بلند کھڑے ہے گری نہ جا
ای آہ دور کیا کہ ہو عرش خدا سے ربط

حضرت کا کب ظہور ہوا کب سے نور تھا
اللہ کیا خبر کو ہوا مبتدا سے ربط

کافی ہی ایک اشارہ مرے کام کے لیے
اُن ابروؤں کا جنکو ہی حکم جزا سے ربط

اللہ انتظار ہی کا بھلا کرے
دیدار ایک سا ہی مری چشم وا سے ربط

تم ہو خدا کے دوست ہمارا خدا ہی دوست
تمسے خدا کو ربط ہی ہمکو خدا سے ربط

ردیف	حافظ اسی میں دونوں جہاں کی فلاح ہی رکھو خدا سے ربط حبیب خدا سے ربط	ظائے معجمہ

چلوں عرب کو میں کہتا ہوا خدا حافظ
زباں پہ نام محمد ہو یا خدا حافظ

نہ فکر زادِ سفر ہو نہ راہ کا وسواس
زباں سے بہی نکلے صدا خدا حافظ

خدا پہ چھوڑ کے گھربار چل کھڑا ہو میں
کہیں عزیز قریب آشنا خدا حافظ

نہ آئے حبِّ وطن اور نہ پاسِ نزدیکاں
کہوں میں دور سے سب کو کھڑا خدا حافظ

کہیں کہاں کو کدہر کو کدہر سے جاؤ گے
کہوں خدا ہی مرا رہنما خدا حافظ

کہیں کہ جاتے ہو جاؤ بخیر لائے خدا
کہوں کہ ہند سے دل اُٹھ گیا خدا حافظ

کہیں کہ ہند سے دل کس لیے اچاٹ ہوا
کہوں کہ ہند میں رکھا ہی کیا خدا حافظ

کہیں یہ کیا ہی مروت کہ چھوڑتے ہو ہمیں
کہوں کہ عشق حبیب خدا خدا حافظ

کہیں کہ تم سے بڑا آسرا تھا ہم سبکو
کہوں کسی کا نہیں آسرا خدا حافظ

کہیں کہ تم ہمیں دن رات یاد آؤ گے
کہوں کہ پیچھے یادِ خدا خدا حافظ

کہیں جہاں رہو جیتے رہو مزے میں رہو
کہوں کہ جینے کی کچھ انتہا خدا حافظ

کہیں کہ خاتمہ بالخیر ہو مدینے میں
کہوں مرا مرے احباب کا خدا حافظ

کہوں میں سب سے کہ تمکو کیا خدا کے سپرد
سنوں میں سب سے کہ حافظ ترا خدا حافظ

خدا کرے یہ خیالات راست ہو جائیں
نکلکے دل سے کہے مدعا خدا حافظ

ردیف	دور وزہ عمر ہی، اُٹھو، چلو مدینے کو پڑے پڑے وہیں کرنا خدا خدا حافظ	عین مہملہ

ہو چکی روضے میں سب کی اطلاع — دیکھیے کب ہو ہماری اطلاع

کی صبا نے اُنکو سب کی اطلاع — اور مری یوں ہی اُڑا دی اطلاع

دلکو خوش کرتی ہی اُنکی اطلاع — اچھی اچھی پیاری پیاری اطلاع

کیوں میں کہلا بھیجوں اپنا دردِ دل — کیا نہو گی اُنکو اپنی اطلاع

پہلکے اس عالم میں کیا کرتے مسیح — کرنے آئے تھے تمھاری اطلاع

میرے دل کا تو ہوا جاتا ہی کام — اُنکو ہوتے ہوتے ہو گی اطلاع

اُن سے کہدے کوئی میرا حالِ زار — ہو دوا کو دردِ دل کی اطلاع

آستانے پر ہیں سب امیدوار — دیکھیے پہلے ہو کس کی اطلاع

حشر میں گرد اُنکے ہو گا اک ہجوم — کس طرح پہنچیگی میری اطلاع

آپ تک میری خبر پہنچائے کون — تو ہی کردے آہ و زاری اطلاع

ہی غنیمت یہ بھی جو اُس بزم میں — میں نہ پہنچا، میری پہنچی اطلاع

اُنسے خود کہلینگے دل کا پیچ و تاب — کوئی کردے سیدھی سیدھی اطلاع

درد سے ٹکڑے ہوا جاتا ہی دل — کاش ہو مولے کو پوری اطلاع

جلد کہدے جاکے قاصد حالِ نزع — یہ نہیں ہی ایسی ویسی اطلاع

پالیا تمنے کہ ہم کھوئے گئے — کھوگئے ہم، تمنے پائی اطلاع

رازِ دل پنہا میرے سے کیوں کہوں — آپ جاؤں لیکے اپنی اطلاع

اے دلِ بے صبر گھبراتا ہی کیوں — ہوتے ہوتے سب کی ہو گی اطلاع

سچ بتا دریاں آنکھوں نے کیا کہا — اور لبوں نے میری کیا کی اطلاع

میں یہاں رویا وہاں پہنچی خبر — آنسوؤں نے تار پر دی اطلاع

کاش درباں آے یہ کہتا ہوا
ہوگئی حافظ تمہاری اطلاع

پوچھتے ہیں وہ دمِ دیدار عام
میرے حافظ کو بھی کر دی اطلاع

ردیف غین معجمہ

جو دل ہو عشقِ رسالت مآب سے فارغ
خدا کرے وہ نہو اضطراب سے فارغ

اثر پذیرِ نصیحت ہوی نہ سیلِ سرشک
رہا یہ آبِ رواں نقشِ آب سے فارغ

یہ بیحساب ہیں عصیاں، اگر حساب کروں
نہوں حساب کے دن تک حساب سے فارغ

بھلا ہو بیخودیِ عشق کا کہ جسکے طفیل
ہوا ہیں فکرِ عذاب و ثواب سے فارغ

کسی کی برقِ تجلی نے کرلیا ہی پسند
وہ دل جو ہو نہ کبھی اضطراب سے فارغ

تمہارے مصحفِ رخ کے سوا نہ کچھ دیکھوں
مطالعہ نہو اب اس کتاب سے فارغ

دلِ شکستہ مرا گیسوِ شکستہ ترا
نہ یہ کبھی ہی نہ وہ پیچ و تاب سے فارغ

وہ دیتے جائینگے نعمت شمار سے باہر
جو ہوتی جائیگی امت حساب سے فارغ

ملی ہی رویتِ مولے کی دولتِ بیدار
تمام عمر نہوں کاش خواب سے فارغ

گناہگار سے کرلیں حضور دو باتیں
کہ حشر کو ہو سوال و جواب سے فارغ

پڑا جہان میں جسپر تمہارا ظلِّ کرم
وہ حشر میں ہو تپِ آفتاب سے فارغ

لحد میں چین سے سوتے ہیں آپکے قائل
پڑے ہوے ہیں سوال و جواب سے فارغ

ہزاروں نعت کے مضمون لوحِ دل سے پچھنے
قلم ہوا نہ کبھی انتخاب سے فارغ

کسی سے کچھ نہ پڑھا اور پڑھا دیا سبکو
کتاب والے ہوا ور ہو کتاب سے فارغ

کرینگی حشر میں رشک اور امتیں ہمپر
یہ کیسے بیٹھے ہوے ہیں حساب سے فارغ

نبی کو خواب میں قسمت سے صبح تک دیکھا
تمام رات رہا بخت خواب سے فارغ

پڑھا جو قبر میں حافظ نے آپ کا کلمہ

ہوئے فرشتے سوال و جواب سے فارغ

ردیف فا

ہند میں بیٹھا ہوں اور ہی دھیان بطحا کیطرف
تن ہی دنیا کیطرف اور دل ہی مولےٰ کیطرف

میں ضعیف اور گھر سے نکلوں کیا ستم ہی اے جنوں
لے چلا ہی اب تو لے چل دشتِ بطحا کی طرف

ضعف میں جاتا تو ہوں طیبہ کو لیکن ہی نگاہ
گاہ منزل کی طرف اور گاہ اعضا کی طرف

قہر بھی ہی لطف بھی ہی حق میں لیکن روزِ حشر
قہر اوروں کی طرف ہی لطف مولےٰ کی طرف

مٹ گئے دونوں کے دعوے خاکِ طیبہ کے حضور
طور موسےٰ کی طرف تھا چرخ عیسےٰ کی طرف

میں کہاں اور وہ کہاں اور تابِ نظارہ کہاں
کیا نظر اُٹھے گدا کی شاہِ والا کی طرف

پاس دونوں کا ہی میں کسکی طرف ہوں اے خدا
ناتوانی کی طرف یا شوقِ بطحا کی طرف

یہ تماشا دیکھنے کا ہی کہ وہ حیران ہیں
اپنی جانب دیکھیں یا مجھ تماشا کی طرف

چاروں طرفیں ہیں اُنھیں کی ہر طرف وہ جلوہ گر
جس طرف کو دیکھئے ہی وہ مولےٰ کی طرف

قامت نے سایہ ڈھونڈھینگے قیامت کو بھی ہم
کوئی دوڑے سوئے سدرہ کوئی طوبےٰ کی طرف

دھیان اُنکا ہی کہ بھٹکا بھی کہیں جاتا نہیں
یا ہی اُمت کی طرف یا حق تعالےٰ کی طرف

اِسکے نیچے جسمِ اطہر اُسکے اوپر کفشِ پا
عرش سے بھاری ہی پلہ خاکِ مولےٰ کی طرف

جان نکلے قالبِ حافظ سے یارب جس گھڑی
منہ ہو کعبے کی طرف اور دھیان مولےٰ کی طرف

ردیف قاف

بس اے مدینے والے اہدی انتہاے شوق
[illegible] ہواے شوق

نازک ہی خوش [illegible] والا کی [illegible]
[illegible] سے شوق

ہو سکے اگر ادب نہ مجھے طولِ عرض [illegible]
[illegible] شوق

منزل تو چل رہا ہوں پر اتنی خبر نہیں
لیجائیگی کہاں کو اڑا کر ہوائے شوق

چھوٹے بڑے عرب کے تلیں جسقدر صبا
انکو سلام شوق اور انکو دعائے شوق

دیکھا جمال پاک بہت بار خواب میں
ابتک وہی ہی شوق مرے دل میں ہائے شوق

پہلے کسیکی یاد تھی اب خود فراموشی
وہ اسکے لیے شوق تھی یہ انتہائے شوق

طاقت کہاں ہے لاؤں کہ طیبہ کو جاؤں میں
پھر تجھسے کیا گلہ ہی مجھے یہ بتائے شوق

کہتا ہی یوں ہی پھر وساں ہاں چلے چلو
پھرتا ہی باتوں ہی میں اڑائے اڑائے شوق

تا خوش نہ ہو جو چوم لیا آستان پاک
حضرت خطا معاف یہ تھا مقتضائے شوق

[illegible]

حافظ میں پا شکستہ ہوں طیبہ کو کیا چلوں
ہاں اس طرح ہو سکے تو مجھے پر لگائے شوق

کاف تازی

موسیٰ کی تھی نگاہ سر کوہ طور تک
تم دیکھ آئے عرش سے بھی آگے دور تک

شہرہ ہمارے عشق کا ہے دور دور تک
کیا دور ہوتے ہوتے خبر پہنچے حضور تک

مشتاق یک نگاہ پہ گھڑی پڑے نگاہ
پہنچے کسی طرح سے دل ناصبور تک

ہیں بارگاہ حق میں پہنچ کس طرح بار یاب
مجھ ناتواں کی دوڑ فقط ہے حضور تک

الله کیا حمایت امت ہی یہ تحمل
ہونے دیا ثبوت نہ کوئی قصور تک

جب تم نہ تھے تو کچھ بھی نہ تھا اسکے سوا انتہا
وحدت ہی تھی اکیلی تمہارے ظہور تک

پہنچی ہی لامکاں پہ رسائی حضور کی
عیسیٰ کی چرخ تک ہی تو موسیٰ کی طور تک

تحت الثریٰ سے تا بہ فلک اک کو ہی خبر
مشہور ہو گیا ہی ترا قرب دور تک

مرنے کی ہی خوشی یہ فقط کچھ خوشی نہیں
جیتا بچیگا کون خوشی کے وفور تک

کیا جلد آئے آپ عدم سے وجود میں
سایہ بھی ساتھ دے نسکا تھوڑی دور تک

حافظ سیاہ نامے میں نیکی کا دخل کیا
پہنچی ہی سے کوچہ بین السطور تک

سالکِ راہِ طریقت حضرتِ مخدومِ پاک
واقفِ رازِ حقیقت حضرتِ مخدومِ پاک

والیِ ملکِ ولایت حضرتِ مخدومِ پاک
صاحبِ کشف و کرامت حضرتِ مخدومِ پاک

ہوں میں مشتاقِ زیارت حضرتِ مخدومِ پاک
حاضری کی ہو اجازت حضرتِ مخدومِ پاک

آسماں پہ فخر کرتی ہی جو کلیر کی زمیں
ہی تمھاری ہی بدولت حضرتِ مخدومِ پاک

آپ کا روضہ کہوں یا روضۂ رضواں کہوں
جسکا ہی دربان جنت حضرتِ مخدومِ پاک

میری قسمت کو ہوں کیا کیا قسمت دارا پہ ناز
دیں جو دربانی کی خدمت حضرتِ مخدومِ پاک

تیرِ حسرت کو اگر سینے سے چاہو پھیر دو
تمکو حاصل ہی یہ قدرت حضرتِ مخدومِ پاک

جس سے رتبہ سو برس کی بھی عبادت کا ہی حکم
ہی تمھاری ایک صحبت حضرتِ مخدومِ پاک

پارہ پارہ ہی دلِ صد پارہ جڑ سکتا نہیں
تم دکھا دو خرقِ عادت حضرتِ مخدومِ پاک

ابتو حافظ ہو طلب کلیر میں پیلی بھیت سے
رہ نجائے اتنی حسرت حضرتِ مخدومِ پاک

ردیف لام

سخت مشکل پیش آئی یا رسول
کیجیے مشکلکشائی یا رسول

آپ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں
آپ تک میری رسائی یا رسول

حشر کے دن آپ ہی کام آئینگے
کسکا بیٹا کسکا بھائی یا رسول

بیکسوں کی آس ہی باندھے ہوے
آپ کی حاجت روائی یا رسول

حضرتِ باری سے حضرت کے طفیل
چیز جو مانگی وہ پائی یا رسول

چاہئے بلوالو مدینے میں مجھے
اب نہیں تابِ جدائی یا رسول

کس سے ہو وصفِ لبِ معجز نما
کسکو تابِ لب کشائی یا رسول

بزمِ اَوْ اَدْنیٰ میں کسکو دخل تھا
پا گئی ذاتِ کبریائی یا رسول

گھر سے نکلا ہوں کہ پہنچوں آپ تک
ہی یہ قسمت آزمائی یا رسول

سرورِ دیں اوّلین و آخریں
حق نے بخشی ہم نے پائی یا رسول

دیدار ہوگا روزِ قیامت بجا درست
اُسدن بھی دیکھیے ہمیں آئے نہ آئے ہوش

یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب آئے کب گئے
میرے تو آپ ہی سے ہیں کھوئے نہ آئے ہوش

نسیان ہے مجھے تو یہ بتنا بیاں ہوں کیوں
اے یاد تو نے اور بھی میرے بھلائے ہوش

کیا بیخودی پسند ہی ہونے کے عشق میں
سمجھا ہوں میں روا کہ ناروائے ہوش

مارا مجھے مرے غمِ حالِ تباہ نے
ای کاش سر میں اور ہی کچھ ہو جائے ہوش

عشقِ نبی میں ہوش کا جانا ہی ہوش ہے
چل دور ہو طبیب کہ اپنی دوائے ہوش

کیا لے حواس آئے ہم اُس جلوہ گاہ سے
اتنی خبر نہیں کہ کہاں بھول آئے ہوش

جو ہوش لیگئے تھے مرے اک نگاہ میں
وہ آپ آگئے اور مرے لینے آئے ہوش

عہدِ شعور سے ہوں میں دیوانہ آپ کا
ہی ابتدائے ہوش سے یہ انتہائے ہوش

ردیف

حافظ جو چند روز ہی سے خودی رہی
کھو بیٹھیگا ہاتھ سے بیٹھے بٹھائے ہوش

صاد مہملہ

خدا کو اور رسولوں سے ہی ہزار اخلاص
مگر حضور سے کچھ اور ہی ہی پیار اخلاص

سمجھ کے پڑھ دو تم ایک بار اخلاص
تو تجھسے آکے فرشتے کریں ہزار اخلاص

کسی بشر کو نہ تھا چار سوئے دنیا میں
نبی کے ساتھ جو رکھتے تھے چار یار اخلاص

تمہیں سے ربط خدا کو، تمہیں سے راز و نیاز
تمہیں سے مہر و محبت، تمہیں سے پیار اخلاص

حساب پاک کرینگے بدوں کا روزِ حساب
کھلیگا روزِ شمار انکا بیشمار اخلاص

مرادِ کسکی ہو پوری بر آئے کسکی امید
جتا رہے ہیں ہزاروں امیدوار اخلاص

ذرا سی دیر میں کیا کچھ ہوا شبِ معراج
ہزار پیار کی باتیں ہوئیں، ہزار اخلاص

بچا ہیں انکی محبت میں لاکھ فکروں سے
ہی عافیت کا مرے واسطے حصار اخلاص

تمہارے دوست قیامت میں سرخرو ہونگے
بہت دکھائیگا پیشِ خدا بہار اخلاص

خلوصِ دل ہے یہ جائے بلا سے جانِ عزیز
عزیز جان سے رکھتے ہیں جاں نثار اخلاص

ضاد معجمہ	وطن کو چھوڑو اسدھارو مدینے اے حافظ یہ کیا جلاتے ہو گھر بیٹھے بار بار اخلاص	ردیف

جیسے اللہ کی ہے طاعت فرض — ویسے ہی آپ کی اطاعت فرض
جسنے جانی تری محبت فرض — ہوئی اُسپر خدا کی رحمت فرض
حدِ تقوےٰ یہ ہے کہ ہو تسلیم — مستحب واجب اور سنت فرض
رحمت اُس پہ کہ جسکے ذاکر پہ — ہے فلک سے نزولِ رحمت فرض
کیا ہے مشکل نبی کا غم کھانا — کر لیا جب اسی کو نعمت فرض
کیا عجب تیری شانِ بوالعجبی — ہمنے کر لی خدا کی قدرت فرض
حیف ہے جو خدا کے گھر جائے — اور نہ سمجھے تری زیارت فرض
گرتے پڑتے چلیں جو طیبہ کو — ایک منزل ہو ایک رکعت فرض
دل سے خو عشق کی نہیں جاتی — ہر مصیبت مسلّم آفت فرض
ناتوانی میں دل کی تسکیں کو — دل میں کر لی تری زیارت فرض
گرم و سرد اُنکے عشق کا جو سہے — اُسپہ دوزخ حرام، جنت فرض

طاے مہملہ	نہیں محشر میں کوئی حافظ کا ایسے بیکس کی ہے حمایت فرض	ردیف

کچھ غم نہیں جو لب کو ہے آہ و بکا سے ربط — ہے یہ دعا، اثر کو ہو میری دعا سے ربط
ہے چشم و لب کو گریہ و آہ رسا سے ربط — بیمارِ عشق کو ہے اس آب و ہوا سے ربط
کیا جانے کوئی عشق میں کیا کیا ہیں لذتیں — اُس دل سے پوچھیے جسے ہو مصطفیٰ سے ربط
کیا جلد یہ راستہ شبِ معراج کٹ گیا — گویا کہ ابتدا کو ہوا انتہا سے ربط
ہے زندگی اُنہیں کی جو مرتے ہیں آپ پہ — اہلِ بقا وہی ہیں جنہیں ہو فنا سے ربط
جتنا مری جبیں کو ہے قسمت سے اتصال — اُتنا ہی سجدے کو ہو ترے نقشِ پا سے ربط

همت رہے بلند کھڑے سے گری نہ جا — ای آہ دور کیا کہ ہو عرش خدا سے ربط

حضرت کا کب ظہور ہوا کب سے نور تھا — اللہ کیا خبر کو ہوا مبتدا سے ربط

کافی ہی ایک اشارہ مرے کام کے لیے — اُن ابروؤں کا جنکو ہی حکم خدا سے ربط

اللہ انتظار ہی کا بھلا کرے — دیدار ایک سا ہی مری چشم وا سے ربط

تم ہو خدا کے دوست، تمھارا خدا ہی دوست — تمسے خدا کو ربط ہی، تمکو خدا سے ربط

ظاے معجمہ	حافظ اسی میں دونوں جہاں کی فلاح ہی رکھو خدا سے ربط، حبیب خدا سے ربط	ردیف

چلوں عرب کو میں کہتا ہوا خدا حافظ — زباں پہ نام محمد ہو یا خدا حافظ

نہ فکر زاد سفر ہو نہ راہ کا وسواس — زباں سے بھی نکلے صدا خدا حافظ

خدا پہ چھوڑ کے گھر بار چل کھڑا ہو نہیں — کہیں عزیز قریب آشنا خدا حافظ

نہ آے حبّ وطن اور نہ پاس نزدیکاں — کہوں میں دور سے سب کو کھڑا خدا حافظ

کہیں کہاں کو کدھر کو کدھر سے جاؤ گے — کہوں خدا ہی مرا رہنما خدا حافظ

کہیں کہ جاتے ہو جاؤ بخیر لائے خدا — کہوں کہ ہند سے دل اُٹھگیا خدا حافظ

کہیں کہ ہند سے دل کس لیے اُچاٹ ہوا — کہوں کہ ہند میں رکھا ہی کیا خدا حافظ

کہیں یہ کیا ہی مروت کہ چھوڑتے ہو ہمیں — کہوں کہ عشق حبیب خدا خدا حافظ

کہیں کہ تم سے بڑا آسرا تھا ہم سبکو — کہوں کسی کا نہیں آسرا خدا حافظ

کہیں کہ تم ہمیں دن رات یاد آؤ گے — کہوں کہ کیجیے یاد خدا خدا حافظ

کہیں جہاں رہو جیتے رہو مزے میں رہو — کہوں کہ جینے کی کچھ انتہا خدا حافظ

کہیں کہ خاتمہ بالخیر ہو مدینے میں — کہوں مرا مرے احباب کا، خدا حافظ

کہوں میں سب سے کہ تمکو کیا خدا کے سپرد — سنوں میں سب سے کہ حافظ ترا خدا حافظ

خدا کرے یہ خیالات راست ہو جائیں — نکلکے دل سے کہے مدّعا خدا حافظ

ردیف	دوروزہ عمر ہی، اُٹھو، چلو دے ہنے کو پڑے پڑے وہیں کرنا خدا خدا حافظ	عین مہملہ

ہو چکی روضے میں سب کی اطلاع
دیکھیے کب ہو ہماری اطلاع

کی صبا نے اُنکو سب کی اطلاع
اور مری یوں ہی اُڑا دی اطلاع

دلکو خوش کرتی ہی اُنکی اطلاع
اچھی اچھی پیاری پیاری اطلاع

کیوں میں کہلا بھیجوں اپنا دردِ دل
کیا نہوگی اُنکو اتنی اطلاع

ہیکے اس عالم میں کیا کرتے مسیح
کرنے آئے تھے تمھاری اطلاع

میرے دل کا تو ہوا جاتا ہی کام
اُنکو ہوتے ہوتے ہوگی اطلاع

آن کہدے کوئی میرا حالِ زار
ہو دوا کو دردِ دل کی اطلاع

آستانے پر ہیں سب امیدوار
دیکھیے پہلے ہو کس کی اطلاع

حشر میں گرد اُنکے ہوگا اک ہجوم
کس طرح پہنچیگی میری اطلاع

آپ تک میری خبر پہنچائے کون
تو ہی کردے آہ وزاری اطلاع

ہی غنیمت یہ بھی جو اُس بزم میں
میں نہ پہنچا، میری پہنچی اطلاع

اُنسے خود کہلینگے دل کا پیچ وتاب
کوئی کردے سیدھی سیدھی اطلاع

درد سے ٹکڑے ہوا جاتا ہی دل
کاش ہو سولے کو پوری اطلاع

جلد کہدے جاکے قاصد حالِ نزع
یہ نہیں ہی ایسی ویسی اطلاع

پالیا تمنے کہ ہم کھوئے گئے
کھو گئے ہم، تمنے پائی اطلاع

رازِ دل پنہا میرے کیوں کہوں
آپ جاؤں لیکے اپنی اطلاع

ای دل بے صبر گھبراتا ہی کیوں
ہوتے ہوتے سب کی ہوگی اطلاع

سچ بتا دربان اُنسے کیا کہا
اور تو نے میری کیا کی اطلاع

میں یہاں رویا وہاں پہنچی خبر
آنسوؤں نے تار پر دی اطلاع

کاش درباں آئے یہ کہتا ہوا
ہوگئی حافظ تمہاری اطلاع

ردیف — غین معجمہ

پوچھتے ہیں وہ دمِ دیدارِ عام
میرے حافظ کو بھی کردی اطلاع

جو دل ہو عشقِ رسالت مآب سے فارغ
خدا کرے وہ نہ ہو اضطراب سے فارغ

اثر پذیر نصیحت ہوئی نہ سیلِ سرشک
رہا یہ آبِ رواں نقشِ آب سے فارغ

یہ بیحساب ہیں عصیاں، اگر حساب کروں
نہ ہوں حساب کے دن تک حساب سے فارغ

بھلا ہو بیخودیِ عشق کا کہ جسکے طفیل
ہوا ہیں فکرِ عذاب و ثواب سے فارغ

کسی کی برقِ تجلی نے کرلیا ہی پسند
وہ دل جو ہو نہ کبھی اضطراب سے فارغ

تمہارے مصحفِ رخ کے سوا نہ کچھ دیکھوں
مطالعہ نہ ہو اب اس کتاب سے فارغ

دلِ شکستہ مرا گیسوئے شکستہ ترا
نہ یہ کبھی ہی نہ وہ پیچ و تاب سے فارغ

وہ دیتے جائینگے نعمت شمار سے باہر
جو ہوتی جائیگی امت حساب سے فارغ

ملی ہی رویتِ مولے کی دولتِ بیدار
تمام عمر نہ ہوں کاش خواب سے فارغ

گناہگار سے کرلیں حضور دو باتیں
کہ حشر کو ہو سوال و جواب سے فارغ

پڑا جہان میں جسپر تمہارا ظلِّ کرم
وہ حشر میں ہی تفِ آفتاب سے فارغ

لحد میں چین سے سوتے ہیں آپکے قائل
پڑے ہوئے ہیں سوال و جواب سے فارغ

ہزاروں نعت کے مضمون لوحِ دل سے کھنچے
قلم ہوا نہ کبھی انتخاب سے فارغ

کسی سے کچھ نہ پڑھا اور پڑھا دیا سبکو
کتاب والے ہوا اور ہو کتاب سے فارغ

کرینگی حشر میں رشک اور امتیں ہمپر
یہ کیسے بیٹھے ہوئے ہیں حساب سے فارغ

نبی کو خواب میں قسمت سے صبح تک دیکھا
تمام رات رہا بخت خواب سے فارغ

پڑھا جو قبر میں حافظ نے آپ کا کلمہ

ہوے فرشتے سوال وجواب سے فارغ

ردیف فا

ہند میں بیٹھا ہوں اور ہی دھیان بطحا کیطرف
رخ ہی دنیا کیطرف اور دل ہی مولے کیطرف

ہیں ضعیف اور گھر سے نکلوں کیا ستم ہی ایجنوں
لیچلا ہی اب تو لیچل دشتِ بطحا کی طرف

ضعف میں جاتا ہوں طیبہ کو لیکن ہی نگاہ
گاہ منزل کی طرف اور گاہ اعضا کی طرف

قہر بھی ہی لطف بھی ہی حق میں لیکن روزِ حشر
قہر اوروں کی طرف ہی لطف مولے کی طرف

منگئے دونوں کے دعوے خاکِ طیبہ کے حضور
طور موسے کی طرف تھا چرخ عیسے کی طرف

ہیں کہاں اور وہ کہاں اور تابِ نظارہ کہاں
کیا نظر اٹھے گدا کی شاہِ والا کی طرف

پاس دونوں کا ہی میں کسکی طرف ہوں ای خدا
ناتوانی کی طرف یا شوقِ بطحا کی طرف

یہ تماشا دیکھنے کا ہی کہ وہ حیران ہیں
اپنی جانب دیکھیں یا محوِ تماشا کی طرف

چاروں طرفیں ہیں انھیں کی ہر طرف وہ جلوہ گر
جس طرف کو کیجیے منھ ہی وہ مولے کی طرف

قامتِ بے سایہ ڈھونڈھینگے قیامت کو بھی ہم
کوئی دوڑے سوے سدرہ کوئی طوبے کی طرف

دھیان انکا ہی کہ بٹکر بھی کہیں جاتا نہیں
یا ہی امت کی طرف یا حق تعالے کی طرف

اِسکے نیچے جسمِ اطہر اُسکے اوپر نقشِ پا
عرش سے بھاری ہی پلہ خاکِ مولے کی طرف

جان نکلے قالبِ حافظ سے یارب جس گھڑی
منھ ہو کعبے کی طرف اور دھیان مولے کی طرف

ردیف قاف

بس ای مدینے والے اب ہی انتہاے شوق
سر میں بھری ہی ہی سراسر ہواے شوق

نازک ہی خوشنشہ والا کی ای صبا
کہنا بہت ادب سے ماجرا اسے شوق

روکے اگر ادب نہ مجھے طولِ عرض سے
[illegible] ہی کہ ختم نہو ماجراے شوق

منزل تو چل رہا ہوں پر اتنی خبر نہیں — لیجائیگی کہاں کو اُڑا کر ہوائے شوق

چھوٹے بڑے عرب کے ہیں جسقدر صبا — انکو سلام شوق اور انکو دعائے شوق

دیکھا جمال پاک بہت بار خواب میں — ابتک وہی ہے شوق مرے کلیں ہائے شوق

پہلے کسی کی یاد تھی اب خود فراموشی — وہ ابتدائے شوق تھی یہ انتہائے شوق

طاقت کہاں سے لاؤں کہ طیبہ کو جاؤں میں — پھر مجھسے کیا گلہ ہے مجھے یہ بتائے شوق

کہتا ہے یوں ہی بیٹھے وہاں سے چلے چلو — پھرتا ہے پاؤں ہی میں لئے اُڑائے شوق

ناخوش نہ ہو جو چوم لیا آستان پاک — حضرت خطا معاف یہ تھا مقتضائے شوق

حافظ میں پاشکستہ ہوں طیبہ کو کیا چلوں — ہاں اُس سے ہو سکے تو مجھے پہنچائے شوق

ردیف کاف تازی

موسےٰ کی تھی نگاہ سر کوہِ طور تک — تم دیکھ آئے عرش سے بھی آگے دور تک

شہرہ ہمارے عشق کا ہو دور دور تک — کیا دور ہوتے ہوتے خبر ہو حضور تک

مشتاقِ یک نگاہ پہ گھڑی پڑے نگاہ — پہنچے کسی طرح سے دل ناصبور تک

ہیں بارگاہِ حق میں ہوں کسطرح باریاب — مجھ ناتواں کی دوڑ فقط ہے حضور تک

اللہ کیا حمایت امت ہے بے عمل — ہونے دیا ثبوت نہ کوئی قصور تک

جب تم نہ تھے تو کچھ بھی خدا کے سوا نہ تھا — وحدت ہی تھی اکیلی تمہارے ظہور تک

پہنچی ہے لامکاں پہ رسائی حضور کی — عیسےٰ کی چرخ تک ہے تو موسےٰ کی طور تک

تحت الثرےٰ سے نور تک اک کو ہے خبر — مشہور ہو گیا ہے ترا قرب دور تک

مرنے کی ہے خوشی یہ خوشی کچھ خوشی نہیں — جیتا بچیگا کون خوشی کے وفور تک

کیا جلد آ گئے آپ عدم سے وجود میں — سایہ بھی ساتھ دے نسکا تھوڑی دور تک

حافظ سیاہ نامے میں نیکی کا دخل کیا — پُر ہیں بدی سے کوچہ بین السطور تک

سالکِ راہِ طریقت حضرتِ مخدوم پاک
واقفِ رازِ حقیقت حضرتِ مخدوم پاک

والیِ ملکِ ولایت حضرتِ مخدوم پاک
صاحبِ کشف و کرامت حضرتِ مخدوم پاک

ہیں ہوں مشتاقِ زیارت حضرتِ مخدوم پاک
حاضری کی ہو اجازت حضرتِ مخدوم پاک

آسماں پر فخر کرتی ہی جو کلیر کی زمیں
ہی تمھاری ہی بدولت حضرتِ مخدوم پاک

آپ کا روضہ کہوں یا روضۂ رضواں کہوں
جسکا ہی دربابِ جنت حضرتِ مخدوم پاک

میری قسمت کو ہوں کیا کیا قسمتِ دارا پہ ناز
دیں جو دریا کی خدمت حضرتِ مخدوم پاک

تیرِ حسبتہ کو اگر رستے سے چاہو پھیر دو
تمکو حاصل ہی یہ قدرت حضرتِ مخدوم پاک

جس سے رتبہ سو برس کی بھی عبادت کا ہی حکم
ہی تمھاری ایک صحبت حضرتِ مخدوم پاک

پارہ پارہ ہی دل صد پارہ جڑ سکتا نہیں
تم دکھا دو خرقِ عادت حضرتِ مخدوم پاک

اب تو حافظ ہو طلب کلیر میں پہنچنے کی بہت
رہ نجائے اپنی حسرت حضرتِ مخدوم پاک

ردیف لام

سخت مشکل پیش آئی یارسول
کیجیے مشکلکشائی یارسول

آپ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں
آپ تک میری رسائی یارسول

حشر کے دن آپ ہی کام آئینگے
کسکا بیٹا کسکا بھائی یارسول

بیکسوں کی آس ہی باندھے ہوئے
آپ کی حاجت روائی یارسول

حضرتِ باری سے حضرت کے طفیل
چیز جو مانگی وہ پائی یارسول

جلد بلوا لو مدینے میں مجھے
اب نہیں تابِ جدائی یارسول

کس سے ہو وصفِ لبِ معجز نما
کسکو تابِ لب کشائی یارسول

بندہ آوارگی میں کس کو دخل تھا
یا تھی ذاتِ کبریائی یارسول

گھر سے نکلا ہوں کہ پہنچوں آپ تک
ہی یہ قسمت آزمائی یارسول

سرورِ اولین و آخریں
حق نے بخشی تم نے پائی یارسول

جب تمہارے واسطے سے کی دعا — پائی آدم نے رہائی یا رسول
یہ ہوئی برکت تمہارے نام کی — نوح کی کشتی بچائی یا رسول
اور قوموں پر ہوئے کیا کیا عذاب — تمنے امّت بخشوائی یا رسول
آپ کے صدقے حساب حشر سے — پائے حافظ بھی رہائی یا رسول

ردیف میم

عاشق روئے مصطفےٰ ہیں ہم — طالب جلوۂ خدا ہیں ہم
کون ہیں کیا بتائیں کیا ہیں ہم — رہرو جادۂ فنا ہیں ہم
کہہ رہا ہی حضور کا جلوہ — مظہر ذات کبریا ہیں ہم
ہائے کیونکر مدینے تک پہنچیں — بخت کہتا ہی نارسا ہیں ہم
اپنے بیمار سے یہ فرمادو — نے دوا درد کی دوا ہیں ہم
ہی یہ فرمان سرورِ مدنی — کہ براہیم کی دعا ہیں ہم
خاک در پہ نبی کی بیٹھے ہیں — اپنے ہی نقش مدعا ہیں ہم
اے صبا رحم کر اڑا لے چل — ناتوان و شکستہ پا ہیں ہم
دردِ فرقت کی انتہا بھی کوئی — آخر اک بندۂ خدا ہیں ہم
ہمکو خورشیدِ حشر کا ڈر کیا — زیرِ داماں مصطفےٰ ہیں ہم
آپ کا ہجر مجھسے کہتا ہی — تیرے اعمال کی جزا ہیں ہم
روئے حضرت کی یاد سے حافظ — حافظِ مصحفِ خدا ہیں ہم

ردیف نون

تمسا کوئی رسول حبیبِ خدا نہیں — جیسے خدا کی طرح کوئی دوسرا نہیں
دیوانہ ہو وہ جسکو کہ سودا ترا نہیں — ہو مبتلائے غم جو ترا مبتلا نہیں
کچھ اور ہوش مجھکو تمہارے سوا نہیں — واقف نہیں جہان ہی کچھ بھی یا نہیں

کیا لکھ سکوں میں نعت، مگر مختصر یہ ہے
تم سے زیادہ کوئی خدا کے سوا نہیں

جلتا رہیگا حشر تک اس غم سے آفتاب
پابوس کا شرف شبِ اسریٰ ملا نہیں

منزل کڑی ہے، میں ہوں تہی دست، المدد
محتاجِ محض کا کوئی حاجت روا نہیں

سچ ہے کہ آفتاب ہے گل، پر یہ قد کہاں
ہے راست سرو راست، پہ پھولا پھلا نہیں

منزل پہ پہنچے وہ، ہوئے تم جن کے راہبر
پیچھے رہے وہ جنکے کہ تم پیشوا نہیں

نہریں مدینے کی نہ مدینے کی ہے نسیم
سب کچھ سہی جناں میں یہ آب و ہوا نہیں

بالفرض حشر میں ہمیں آٹھوں ملیں بہشت
کچھ بھی ملا نہیں جو مدینہ ملا نہیں

ہم مست استخواں ترے در کے گدا بھلے
درکار ہم کو سایۂ بالِ ہما نہیں

دنیا میں ایک بار دکھا دو جمالِ پاک
اللہ جانے حشر کے دن کیا ہو کیا نہیں

حافظ نہ بھول، بھول گئے پروردگار کو
کیا یاد تجھکو آئی نہ قالوا بلیٰ نہیں

رخسارِ پرضیا وہ شہِ انبیا کے ہیں
دو آئینے جمال و کمال خدا کے ہیں

پہنچے مدینے میں تو کہیں مر بھی جائیں جلد
بیوقت ہم سے کس لیے غمزے قضا کے ہیں

مرتے تو زندہ ہوتے ہیں اور زندے مرتے ہیں
یہ سب کرشمے اس لبِ معجز نما کے ہیں

بندے وہ ہیں خدا کے، نبی کے ہیں جو غلام
طالب ہیں جو نبی کے، وہ طالب خدا کے ہیں

مرنا تمھارے واسطے جینا سمجھتے ہیں
واقف جو مرتبے سے بقا و فنا کے ہیں

آہیں ہلاک کرتی ہیں عشقِ رسول میں
دشمن ہمارے دم کے یہ جھونکے ہوا کے ہیں

اسیرِ فرشتے، اسیرِ بشر، اسیرِ جن فدا
کشتے جدا جدا تری ہر ایک ادا کے ہیں

اعمال نامہ کرتے ہیں ناحق ملک سیاہ
بہرِ طفیل آپ کے دو لب دعا کے ہیں

عشقِ نبی کے درد کا درماں کہیں نہیں
اچھے بھلے ہیں کس لیے درپے دوا کے ہیں

میں جب مروں تو عشقِ محمد کے درد میں
یارب مجھے ہزار بہانے قضا کے ہیں

یارب جلا دے آتش عشق رسول میں
ہم جو گناہگار ہیں لائق سزا کے ہیں

آئے طبیب دیکھنے کو داغہائے دل
ای کاش یہ نہ ٹھہرے کہ قابل دوا کے ہیں

تکلیف کر کہ سیکڑوں شیدا جمال کے
حافظ کی طرح منتظر آواز پا کے ہیں

ہمیں جو کہ شیدا بنائے ہوئے ہیں
وہ دیکھو وہ پردہ اٹھائے ہوئے ہیں

کھلی اور مندی آنکھیں آنکھوں میں یکساں
وہ جو دھیان انکا لگائے ہوئے ہیں

ہمارے گناہونکی کیا حد ہی لیکن
وہ دامن سے اپنے چھپائے ہوئے ہیں

وہ پھرتے ہیں آنکھوں میں ناز و ادا سے
وہ دل میں ہمارے سمائے ہوئے ہیں

مرا دل بگڑتا ہی بیٹھے بٹھائے
محبت کے فتنے اٹھائے ہوئے ہیں

کیے جمع ارمان گن گن کے دل میں
بڑی محنتوں کے بسائے ہوئے ہیں

کلیجا اچھلتا ہی عشق نبی میں
مگر ہاتھ سے ہے دبائے ہوئے ہیں

کہاں ہم ضعیف اور کہاں بار الفت
یہ ہمت ہی جو ہم اٹھائے ہوئے ہیں

ہیں دو داغ دل اور جگر کی جگہ پر
یہ کسکے نشانے اڑائے ہوئے ہیں

دل و جاں ہیں پر داغ عشق نبی سے
یہ دونوں گل اسکے کھلائے ہوئے ہیں

رواں انکے آنسو بلند انکے نالے
جو دلپر تری چوٹ کھائے ہوئے ہیں

انھیں میں کوئی ہوگا خورشید محشر
جو چھالے ہمارے چھڑائے ہوئے ہیں

دل انکا، خیال انکا، جلوہ ہی انکا
وہ گھر اپنے مہمان آئے ہوئے ہیں

خدا نے یہ کہکر دیے ناز ہمکو
کہ یہ سب ہمارے اٹھائے ہوئے ہیں

پہنچتے ہیں پار ایک غوطے میں حافظ
ہم اس بحر کی تھاہ پائے ہوئے ہیں

وہی جان و دل میں سمائے ہوئے ہیں
دل و جاں انھیں کے ستائے ہوئے ہیں

جو گزرے خودی سے وہ پہنچے خدا تک
جو کھوئے گئے کچھ وہ پائے ہوئے ہیں

پھر آیا تو ای نشتہ غم پھر آیا
مرے تیرے چکھے چکھائے ہوئے ہیں

عرق جنکو آتا ہی شرم گنہ سے
وہ ہیں پاک، سر سے نہائے ہوئے ہیں

جنھیں ڈھونڈھتی پھرتی ہیں میری آنکھیں
مرے دل میں تشریف لائے ہوئے ہیں

نہ پھینکو بس اپنے غم کی کمندیں
جو گردن خوشی سے پھنسائے ہوئے ہیں

الٰہی نہوں دور وہ زخم دل سے
جو عشق نبی کے لگائے ہوئے ہیں

بہت خار غم ہیں دل عاشقاں میں
یہ جنگل کے جنگل رکھائے ہوئے ہیں

دل و جاں کو فریاد ہی کرتے دیکھا
خدا جانے کسکے ستائے ہوئے ہیں

دل و دیدہ سے ہی وہی چھیڑ اب تک
کئی بار کے آزمائے ہوئے ہیں

جگر تھا مخالف، نہ دل تھا مخالف
یہ اپنے ہی تھے جو پرائے ہوئے ہیں

وہ آدم وہ حوّا وہ یوسف وہ یونس
تمھارے بچائے چھڑائے ہوئے ہیں

بس اب چپ ہو حافظ مقام ادب ہی
وہ محفل میں تشریف لائے ہوئے ہیں

تیرے پیغام بھی اللہ کو کیا پیارے ہیں
جو فرشتے ہیں، تری ڈاک کے ہرکارے ہیں

اس سے کر لیجیے آوازۂ عالی کا قیاس
مہر و مہ نوبت سرکار کے نقارے ہیں

یہ تو موسےٰ نے کبھی اللہ سے پوچھا ہوتا
کسکے انداز حسینوں میں بہت پیارے ہیں

حوض کوثر وہ ہزاروں میں ہیں پانیوالے
جنکی آنکھوں میں اچھلتے ہوئے فوّارے ہیں

کاش روکیں ہمیں فردوس میں جانیسے ملک
رحم کھا کر وہ کہیں جانے دو بیچارے ہیں

درد کا جسکے ہو درماں، کرے جیسے کی تلاش
چارہ گر انکے محمد ہیں جو بیچارے ہیں

ہی صدا غیب سے امت کے گنہگاروں کو
جنکے پیارے ہو تم اللہ کے وہ پیارے ہیں

دین ماضی ہیں ترے دین کے آگے ماضی
تو ہی خورشید اگر اور نبی تارے ہیں۔

رات کی رات تو وہ پر ہمیں پڑ رہنے دو
کہ بہت دور سے آئے ہیں تھکے ہارے ہیں

آتشِ عشقِ نبی کا ہے یہ فیض اے حافظ
پہلوؤں میں جگر و دل نہیں انگارے ہیں

تعظیم سے طیبہ کو جو ہم سر سے چلے ہیں
رہ رہ کے ہر اک پاؤں نے کیا ہاتھ ملے ہیں

ہم حشر میں خالق سے یہ کہنے کو چلے ہیں
ہیں امتِ حضرت میں بُرے ہیں کہ بھلے ہیں

یارب غمِ حضرت کے سوا کچھ نہیں درکار
وہ کھا کے ہی مرنا ہمیں جو کھا کے پلے ہیں

بے سایہ جو ہے قامتِ موزوں تو عجب کیا
اعضائے بدن نور کے سانچے میں ڈھلے ہیں

مشکل ہے کہ جانبر ہوں گرفتارِ نبی کے
اک زلف کی پھانسی ہے ہزاروں کے گلے ہیں

آنکھوں میں ہے خوناب بھی اور لختِ جگر بھی
ہاں سیر کو آؤ کہ چمن پھولے پھلے ہیں

ہے صبر نہ طاقت نہ سکوں ہجرِ نبی میں
یہ دوست مرے کیا ہی بُرے وقت ٹلے ہیں

رحمت تری افلاک سے تا خاک ہے سب پر
بے سایہ ہے تو سب ترے سایے کے تلے ہیں

اک طور پر اک چرخ پہ تم عرش سے اوپر
رتبے میں جو اونچے ہیں وہ سب تجھسے تلے ہیں

مولےٰ غمِ فرقت ہمیں جینے نہیں دیتا
کھاتا ہے وہ ہمکو جسے ہم کھا کے پلے ہیں

کس صف میں رہے حشر کے دن دیکھیے حافظ
تفریق ہو جس دم یہ بُرے ہیں یہ بھلے ہیں

گناہگار ہوں یارب گناہگار ہوں میں
گناہ بخش دے میرے کہ شرمسار ہوں میں

عرق ہوں شرمِ گنہ سے وہ خاکسار ہوں میں
دبا لیا جسے پانی نے وہ غبار ہوں میں

کریم کہتے ہیں تجھکو کریم کہتے ہیں
کریم کہ تیرے کرم کا امیدوار ہوں میں

دکھاؤں بزمِ قیامت میں کسکو منھ یارب
کہ ردِّ خلق ہوں میں ننگِ روزگار ہوں میں

تکوں میں حشر میں کس کس کے منھ کو حسرت سے
کہ نیک کار ہیں سب اور سیاہ کار ہوں میں

جمالِ پاک دکھا دے حبیب کا اپنے
کمالِ شوق سے بیتاب و بیقرار ہوں میں

خدا کے دوست اتری ذات بحر رحمت ہی
کر التفات کہ بحر گنہ سے پار ہوں میں

خدا کے واسطے کر اک نگاہ لطف ادھر
ترے لیے ہمہ تن چشم انتظار ہوں میں

وہ ناو جسکا تمھیں ناخدا خدا نے کیا
ہزار شکر اسی ناو پر سوار ہوں میں

ادھر کو کیوں نہیں آتیں ہیں کس طرف مصروف
وہ مرحمت کی نگاہیں کہ دلفگار ہوں میں

بہت خجل ہوں گناہوں سے اپنے ای حافظ
خدا کرے نہ قیامت میں شرمسار ہوں میں

ردیف واو

غم ہوئے میں کہاں نیند کا آنا مجھکو
دل لگا کر نہ لگا آنکھ لگانا مجھکو

سچ کہو نگا کہ ہوی خلق تمھیں سے مخلوق
سامنے خالق اکبر کے ہی جانا مجھکو

سر جدا کیجیے اک تیر نگہ سے مولے
کرتے ہیں تیر ملامت کا نشانا مجھکو

دیکھکر طیبہ و بطحا میں وطن کو دیکھوں
یا الٰہی کہیں وہ دن نہ دکھانا مجھکو

مر بھی جاؤں تو مری خاک ٹھکانے لگجاے
کاش در پر ترے ملجاے ٹھکانا مجھکو

کھلگئیں آنکھیں اُنھیں دیکھتے ہی خواب میں رات
بخت بیدار وہی خواب دکھانا مجھکو

روز کہتی ہی اُڑانے کو مدینے کی طرف
آج باتوں میں صبا تو نہ اُڑانا مجھکو

تیرے روضے کو میں جنت سے گھٹاؤں کیونکر
کیا جہنم میں بنانا ہی ٹھکانا مجھکو

کشتگان نگہ لطف جو پوچھے جائیں
پیار ہی آنکھوں کے اشارے سے بتانا مجھکو

آپ میں آکے کھلے اپنے جانے کے مزے
آپ آجائیں کہ ہی آپ سے جانا مجھکو

التجا آپ سے حافظ کی یہ ہی یا مولے
حشر کے روز کہیں بھول نہ جانا مجھکو

محمد رحمت حق ہی پیمبر ہو تو ایسا ہو
ہوے ہم اسکی امت میں مقدر ہو تو ایسا ہو

چھڑائی راہ گمراہی خدا کی راہ دکھلائی
جو ہادی ہو تو ایسا ہو جو رہبر ہو تو ایسا ہو

ہجوم زائران روضۂ عالی تعالے اللہ
خداوندا اگر انبوہ محشر ہو تو ایسا ہو

سراپا سایۂ رب ہیں، سراپا کا نہیں سایہ
پلے سایے میں رب کے، سایہ پرور ہو تو ایسا ہو

ملا سجدہ مرے سر کو نبی کے آستانے پر
اگر سر ہو تو ایسا ہو اگر در ہو تو ایسا ہو

ترے روضے سے بڑھکر عرش اعظم کا کہاں رتبہ
جو عظمت اب ہی کچھ اس سے بھی برتر ہو تو ایسا ہو

بنے اک ثانی اثنین اور سنے اک لمحہ لکھی
مصاحب ہو تو ایسا ہو برادر ہو تو ایسا ہو

مرے دل سے نہ پوچھو جو خلش ہے خار حسرت کی
تمھیں کہہ دو جو دل میں کوئی نشتر ہو تو ایسا ہو

رسول کبریا کے پاس قاصد بنکے آتے تھے
زہے جبریل کی قسمت کبوتر ہو تو ایسا ہو

محمد مصطفےٰ کے عشق میں جل جلکے گل ہائے
الٰہی زیب تن پھولوں کا زیور ہو تو ایسا ہو

ہمارا دل ہی پُر خوں اور ہماری چشم خوں افشاں
جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو

خدا کے آپ عاشق ہیں خدائی آپکی عاشق
ہو دلدادہ تو ایسا ہو جو دلبر ہو تو ایسا ہو

تمیز اصلا نہو پھر آپکی زلف پریشاں سے
پریشاں ہم سیہ کاروں کا دفتر ہو تو ایسا ہو

در دولت پہ حاضر فقر میں بھی دولت شاہی
جو بے زر ہو تو ایسا ہو تونگر ہو تو ایسا ہو

کمال خاکساری یہ جلال سرفرازی وہ
زمیں پہ ہو تو ایسا ہو فلک پہ ہو تو ایسا ہو

یگانہ مدح ممدوح خدا میں ہی تو اے حافظ
سخنداں ہو تو ایسا ہو سخنور ہو تو ایسا ہو

تم نسب مقرّبو نہیں خدا سے قریب ہو
محبوب ہو خدا کے خدا کے حبیب ہو

کسریٰ و شہر و دبیر فقیر غریب ہو
کسدن زیارت آپکے در کی نصیب ہو

جسکو نہ آئے نیند کبھی اُنکے دھیان میں
خالق مرے وہ ہیں [illegible] وہ میرا نصیب ہو

مجھسے گناہگار کو تمنے بچالیا
مجھسا ہو دردمند تو تمسا طبیب ہو

اک خلوت دنا میں خدا تھا اور ایک آپ
اک یہ ندا قریب ہو مجھسے قریب ہو

پہلے حضور قبر سے اُٹھینگے اس لیے
بیدار ہم سے پہلے ہمارا نصیب ہو

مجھسا نہ دردمند ہو عشاق میں کوئی
میں ہوں غریب حال بھی میرا غریب ہو

جسکو ہو جبرئیل سے رتبے میں ہمسری — وہ حوصلہ کرے کہ تمہارا نقیب ہو
کسکے پھریں نصیب اگر حکم دیں حضور — کرلے طواف آکے جو گردش نصیب ہو
امت سے کہتی ہی تری رحمت پکار کر — آنکھوں سے جتنے دور ہو دل سے قریب ہو
حصے میں کچھ کسی کے نہیں ہی غم بنی — اُسکو نصیب ہو جو بڑا خوش نصیب ہو

حافظ خدا کرے وہ یہ دیں حکم روزِ حشر
جو بات دور کی نہ سُنے وہ قریب ہو

قدم سے اپنے چھڑا کے ہمکو نہ رکھ حوالے قضا کے ہمکو
بس اب مدینے بُلا کے ہمکو چلا لے پیارے خدا کے ہمکو
جو ہمسے چھپنے کا تھا ارادہ جو ہمسے منظور تھا یہ پردہ
تو پہلے ہی کیوں کیا تھا شیدا جمالِ انور دکھا کے ہمکو
ادب سے ہم عرض کر چکے سب حضور بولے ہیں حرفِ مطلب
اب آگے اُنکی خوشی وہ جو دیں عوض میں اس التجا کے ہمکو
کہاں ہی تابِ نظارہ ہمکو اگر کچھ اسمیں کلام و شک ہو
تو ایک جلوہ دکھا نہ دیکھو حضور اپنے بُلا کے ہمکو
نشانہ چوکے، ہی غیر ممکن، تمہارا تیرِ نگاہ لیکن
ادھر چلا نا دکھا کے ہمکو ہدف بنانا جتا کے ہمکو
بنوگے ساقی جو روزِ محشر ہجوم ہوگا کنارِ کوثر
بڑھا کے دستِ سوال یکسر کھینچنگے تمکو سنا کے ہمکو
زمینِ طیبہ کا ذرّہ ذرّہ نظر میں خورشید سے ہی چڑھکر
کہ فکرِ عالی نے چرخِ چارم پہ رکھدیا ہی اُٹھا کے ہمکو
کدھر صبا ہی کدھر جنوں ہی کدھر ہی طوفانِ اشک جاری

مدینے لیچل اُڑا کے ہمکو اُٹھا کے ہمکو بہا کے ہمکو

جو تاب رفتار عمر بھر کی ہو وہ ابھی دیدے یا الٰہی

کہ گھر کو پھر کر نہیں ہی آنا نبی کے روضے پہ جا کے ہمکو

نہ تاب اتنی کہ کچھ تڑپیے نہ چین اتنا کہ بیٹھے رہیے

بہت دبائی ہی بیقراری ضعیف و کمزور پا کے ہمکو

ہمیں نہ بھولا دم ولادت ہمیں کیا یاد وقت رحلت

اُسیکی دے یاد رب عزت جہاں ہیں سب کچھ بھلا کے ہمکو

خدا سے ہمکو ملانے والا خدا کو جسسے ملانے آیا

رہا خدا کو ملا کے ہمسے گیا خدا سے ملا کے ہمکو

چلے ہم اب تو خدا کے گھر کو خدا کو گھر بار سونپتے ہیں

تمھارا حافظ خدا ہی حافظ سپرد کردو خدا کے ہمکو

تصور میں طواف روضہ کے چکر میں جب سر ہو
وہ توڑے پاؤں جسکے پاؤں میں ای چرخ چکر ہو

مراسر ٹھوکریں کھاتا پھرے کب تک مرے سرور
تری ٹھوکر مرا سر ہو مرا سر تیری ٹھوکر ہو

جو دولتمند ہیں اچھلیں خوشی سے دشت طیبہ میں
ستم ہی ہم غریبوں کا تڑپکر حال ابتر ہو

ہوں آنکھیں چار سوتے میں اگر جاگے مری قسمت
نہایت اُنکے قدکی ہو اگر بیدار مقدر ہو

ترے سودائیونکو فصد جب اس سے تو آئے
ترے دامن کی پٹی ہو تری مژگاں کا نشتر ہو

ہزاروں ہوں تو خوش خوش پھرتے ہیں اپنے سودائی
ترا دیوانہ پورا وہ ہی جو جامے سے باہر ہو

نہایت سہل ہاتھ آجائے نسخہ پردہ پوشی کا
ہمارے ہاتھ محشر میں جو دامان پیمبر ہو

جھکاتی ہے مرا سر در بدر پھوٹی ہوئی قسمت
مزہ جب ہے کہ اُنکا سنگ در ہوا در مرا سر ہو

بصیرت شرط ہی جلوہ ترا ہی ہر جگہ یکساں
اب ہمیں دیدہ دل ہو کوئی یا دیدہ سر ہو

تمھیں سے اصل فرع و فرع اصل اپنا پیدا
تمھاری فرع ہیں سب اصل ہیں تم اصل گوہر ہو

گنہ کرنیسے پہلے دیدیا محضر شفاعت کا
نہیں ممکن کہ کوئی مثل حضرت نیک محضر ہو

سیہ کاری میں ہیں یکتا ہوں تم ہو نور سرتاپا
یہ کس منہ سے کہوں سایہ تمھارا میرے سر پر ہو

لحد میں ہو مگر پھرتی ہے صورت سبکی آنکھو میں
بظاہر اپنے گھر، درپردہ تم ہر ایک کے گھر ہو

نقی بہتر، ولی بہتر، صفی بہتر، نبی بہتر
یہ سب بہتر سے بہتر ہیں مگر تم سب سے بہتر ہو

مرا سر کیا، مری قسمت خوشی کے مارے کھلجائے
اگر سر پھوڑنا مجھکو ترے در پر میسر ہو

سیہ کاری ڈرانی ہے عبث کالی بلا ہو کر
لحد میں کیا ڈرے جسکو خیال روے انور ہو

خدا کو انکی خاطر ہے انھیں امت کی خاطر ہے
بس اب ای خطرۂ محشر مری خاطر سے باہر ہو

ملے سب درہم داغ آپ کی سرکار سے ہمکو
نہیں ممکن کہ انمیں ایک بھی ٹکسال باہر ہو

لٹائے کیوں نہ پھر ٹکڑے تن کے جو پہنچے زیارت پہ
جو ہو روضے کے اندر کیوں وہ جامے سے باہر ہو

لیا امت کا سودا دیکے سر شاہ شہیداں نے
نہ کیوں اس سر کے صدقے حشر کے دن معرکہ سر ہو

قلم حافظ کا اور حافظ ترا پڑھتا ہے کلمہ
نوشتہ لوح محفوظ کا ہر دم زباں پر ہو

میان طیبہ و بطحا مجھے رہنا میسر ہو
ادھر حضرت کا گھر ہو اور ادھر اللہ کا گھر ہو

وہاں تک آنا جانا ہو تو پھر سب کام بنجائیں
یہ ہو جائے تو سب کچھ ہو مگر یہ ہو تو کیونکر ہو

مدینہ گھر تمھارا ہے، مرا دل گھر تمھارا ہے
کہیں ہو دولت دیدار، یہ گھر ہو کہ وہ گھر ہو

وہیں اے چرخ تو نے مجھکو لاکھوں طرح کے چکر
کبھی قسمت میں میری انکے روضے کا بھی چکر ہو

ذرا سر کو جھکانے دو اگر تم اپنے قدموں پر
ابھی گر جائے جتنا معصیت کا بوجھ سر پر ہو

مدینہ چھوڑ کر میں اور رہنے کو کہاں جاؤں
نہیں مجھکو بتا دو جو کوئی گھر اس سے بڑھکر ہو

خیال انکا بہت نازک ہے تو اتنا تڑپتا ہے
ادب کا وقت ہے ای دل ذرا سینے سے باہر ہو

زمیں نے بھی فلک کی کب زمیں کا مرتبہ پایا
خصوصا اس زمیں کا مرتبہ تم جس زمیں پر ہو

مدینے میں کوئی میری خبر جلدی سے پہنچا دے
بلا سے کوئی ہو باد صبا ہو باد صرصر ہو

ہزاروں موتیوں کی ہی جھلک سلک رسالت میں
مجھے نزدیک رکھ یا دور رکھ یا تیری خوشی مولے
خدا جانے وہاں کیا ہو ٹھہر جائیں جہاں جاکر
مرا دل ہی جدا آنکھیں جدا دیدار کی بھوکی
لحد میں بھی نہ آئی نیند انھیں شوق شفاعت سے
مری آنکھوں کے آگے پھر رہا ہی دن شفاعت کا
ابھی گھر سے نکلتا ہوں ابھی خدمت میں آتا ہوں
تصور سے بھلا ہوتا نہیں ہم ناتوانوں کا
محبت میں مری حالت بری ہی دوست کہتے ہیں

ہزاروں دانہ گوہر ہیں، تم یکدانہ گوہر ہو
وہ بہتر جو ترے نزدیک میرے حق میں بہتر ہو
نکلجائیں وہ جس کوچے سے وہ کوچہ معطر ہو
مہ نو انکے ابرو کا جو چمکے، عید گھر گھر ہو
دعا کو ہاتھ اٹھائے ہیں کہ یارب جلد محشر ہو
نکلجا ای شب غم دور میرے گھر سے باہر ہو
بلا دیکھو ابھی کافر ہو جو کہنے سے باہر ہو
زیارت ہو تو کیونکر ہو تسلی ہو تو کیونکر ہو
میں کہتا ہوں کہ بہتر ہی الٰہی اور بدتر ہو

ردیف

نہ بھولے مصحف روے نبی کی یاد ای حافظ
خدا حافظ ہی اُسکا جسکو یہ قرآن ازبر ہو

ہاے ہوز

ہمکو نبی کی یاد میں رونے سے فائدہ
نہریں مدینے کی مری آنکھوں میں پھرتی ہیں
روے نبی نہ دیکھوں تو آنکھوں کا کیا کروں
کیوں جاگ کر نکروں صبح یا نبی
بچھڑ نبی کے عشق میں بھاری ہوا ہوں کیا
ای آفتاب ہیچ ہی، کہاں تو کہاں وہ نور
یوں بھی تو میری ہو سکے وہ رہتی نہیں حضور
ہر روز عاشقانِ محمدؐ کو حشر ہی
دل میں نہیں جو درد محمدؐ کے عشق کا
ہو لوٹنا نصیب زمین حجاز پہ

جب دل میں ہیں تو سامنے ہونے سے فائدہ
سب کہتے ہیں کہ چپ رہو رونے سے فائدہ
نقصان کچھ نہو نہیں ہونے سے فائدہ
تم خواب میں نہ آؤ تو سونے سے فائدہ
ای چشم زار تجھکو ڈبونے سے فائدہ
تھا کچھ نہ تجھکو سامنے ہونے سے فائدہ
پھر کیسے تجھکو جان نہ کھونے سے فائدہ
ای حشر تیرے ہونے نہونے سے فائدہ
اہل ریا دکھانے کو رونے سے فائدہ
کیا خاک نرم نرم بچھونے سے فائدہ

حافظ اگر نہیں ترے گریے میں کچھ اثر
پھر عاشقوں میں نام ڈبونے سے فائدہ

ہی قرب الٰہی تمہیں موسیٰ سے زیادہ — اور دستِ مبارک یدِ بیضا سے زیادہ
عنقا کا تو ہی نام یہاں وہ بھی نہیں ہی — سایہ ترا معدوم ہی عنقا سے زیادہ
جلوے نے ترے زندہ کیا نامِ رسل کو — اعجاز ملے تجھکو مسیحا سے زیادہ
رتبہ یہ بڑھا آپ کے قدموں کی بدولت — بالا ہی زمیں عالمِ بالا سے زیادہ
کیا لیکے کروں سلطنتِ ہفت ولایت — ہرگز وہ نہیں طیبہ و بطحا سے زیادہ
خوبی میں بلندی میں ادا میں شبِ اسرےٰ — نکلا قدِ مولےٰ قدِ طوبےٰ سے زیادہ
حضرت سے سوا رتبۂ اعلیٰ نہیں ممکن — ادنےٰ یہ ہی کیا قرب ہو اَدنیٰ سے زیادہ
دنیا کا تر و خشک ہی قبضے میں تمہارے — ساوہ کو کیا خشک سماوا سے زیادہ
اشکوں نے مجھے قلزمِ رحمت سے ملایا — قطرے یہ بڑھے ہو گئے دریا سے زیادہ
ہی مدِ نظر اپنے غلاموں کی رہائی — غمخوار نہ ہوگا کوئی مولےٰ سے زیادہ
ہوں کم سے کم اک نیم نگہ کا تو سزاوار — کمتر ہی سمجھ لیں وہ زیادہ سے زیادہ

حافظ کو تری ذرّہ نوازی پہ ہی تکیہ
ہیں گرچہ گنہ ذرّہ صحرا سے زیادہ

کبتک ہے سینے میں تمنائے مدینہ — کبتک دلِ بیتاب کہے ہائے مدینہ
ہو سر تو ہو سودائی سودائے مدینہ — ہوں پاؤں تو وارفتۂ صحرائے مدینہ
جنت میں نہ ہوگا جو تماشائے مدینہ — دل سے مرے نکلیگی صدا ہائے مدینہ
ای چشمِ تصور تجھے اتنا بھی بہت ہی — گھر بیٹھے نظر میں مری پھر جائے مدینہ
پھر بیٹھنے اٹھنے کا مزہ خاک ہے باقی — جب بیٹھے اٹھے مجھے یاد آئے مدینہ
مرجاؤں مدینے میں، مدینے میں لحد ہو — لیجاؤں لحد میں نہ تمنائے مدینہ

ویرانوں سے بڑھکر ہی مکانوں کی خرابی
دیوانوں سے آباد ہی صحرائے مدینہ

بدلیں نہ شبِ بدر و شبِ قدر سے ہرگز
ملجائے جو ہمکو شبِ یلدائے مدینہ

تم آکے رہو دل میں کہ دل عرشِ خدا ہی
تم چاہو تو سینہ مرا بنجائے مدینہ

ہیں راہ سے واقف ہوں نہ چلنے کی ہی طاقت
ایسا ہو کوئی مجھکو دکھا لائے مدینہ

اک ہم ہیں کہ ایک ایک کا منھ دیکھ رہے ہیں
اک وہ ہیں کہ دوڑے گئے دیکھ آئے مدینہ

دھو دھو کے قدم کیوں نہ پیوں اپنے جنوں کے
قدموں کو کیا بادیہ پیمائے مدینہ

کونین کی نعمت جسے چاہے اُسے دیدے
ای بارِ خدا اک مجھے ملجائے مدینہ

ایوان کا ارمان نہ جینے کی خوشی ہی
رہنے کو نجف مرنے کو ملجائے مدینہ

حافظ تو نہو یہ کہیں ای قافلے والو
کہتا ہی جو صحرا میں پڑا ہائے مدینہ

آپ بلوائیں کہ پاس اپنے بلائے اللہ
مجھکو اندوہِ جدائی سے چھڑائے اللہ

قبر میں حسرتِ دیدارِ نبی ساتھ نجائے
پہلے مرنے سے یہ اُمید بر آئے اللہ

آپ کے ہاتھ سے ہوجائے مرا پاک حساب
آپ کے سامنے محشر میں بلائے اللہ

ذکر اگر ہو تو یہی فکر اگر ہو تو یہی
لب پہ ہو نام نبی دل میں ہوائے اللہ

عمر بھر چشمِ تصور سے تماشے دیکھے
کاش اِن آنکھوں سے وہ شکل دکھائے اللہ

ہجر ہو لے میں نہیں تابِ صبوری دلکو
یوں تو بندہ ہو نہیں جو مجھکو دکھائے اللہ

دمبدم دلسے نکلتی بوئے کباب آتی ہی
آتشِ عشقِ نبی کو نہ بجھائے اللہ

ہائے دیدار سے محروم ہوں خواب میں بھی
کسی دشمن کو بھی یہ دن نہ دکھائے اللہ

اللہ اللہ جو بھولیگا قیامت میں ہمیں
اُسکی دنیا میں ہمیں یاد نہ آئے اللہ

حشر میں دیکھیے کیا ہو کہ ہیں دونوں یکساں
ذوقِ دیدارِ نبی شوقِ لقائے اللہ

بیٹھے بیٹھے یہ دعا مانگتے رہیے حافظ

ساتھ ایمان کے دنیا سے اُٹھائے اللہ

ردیف یائے تحتانی

شب معراج احمد ہی فلک پر آمد آمد ہی
ادھر حد کی تمنا ہی اُدھر سے شوق بیحد ہی

الف ہی ابجد ایجاد کا یا آپ کا قد ہی
یہ کہتا ہی کہ وحدت کی احد کے نام پر حد ہی

اُسی سے اولیا پیدا اُسی سے اصفیا پیدا
اُسی سے انبیا پیدا وہی اُن سب کا مقصد ہی

ازل میں جو مقدم تھا جہاں میں جو موخر تھا
محمد ہی - محمد ہی - محمد ہی - محمد ہی

ہمارا ہر گنہ اک کوہ ہی پر تم اگر چاہو
ندارد ہی - ندارد ہی - ندارد ہی - ندارد ہی

نبی اوّل نہیں کوئی جو اول ہیں وہ پیچھے ہیں
نہ کوئی قبل احمد ہی نہ کوئی بعدِ احمد ہی

الٰہی تو ہی خالق انبیا کا اور وہ خاتم ہیں
نہ کوئی تجھسے اول ہی نہ کوئی بعدِ احمد ہی

خدا کا نور ہی تو اور پناہِ امتاں ہی تو
ہی سب پر تیرا سایہ، گرچہ بے سایہ ترا قد ہی

زبان مصطفے کے معجزوں کا ہو بیاں کیونکر
لعاب پاک کی تاثیر دنیا میں زباں زد ہی

فضیلت کس کو دوں روضے کو یا کعبے کو ای حافظ
کہ ان دونوں گھروں میں جلوۂ نور محمد ہی

تیرے جلوے کے مقابل ید بیضا کیا ہی
آگے لب کے ترے اعجاز مسیحا کیا ہی

اک نظر دیکھنے کی تاب نہ لائے موسے
نور حق آپ ہو تم برق تجلّے کیا ہی

نور سے جنکے ہیں یوسف اُنھیں دیکھو تو کہو
آپ نے حضرت یعقوب ابھی دیکھا کیا ہی

تیرے دیدار کو محشر میں نہیں جمع جو خلق
پھر یہ انبوہ ہی کیوں اور تماشا کیا ہی

فرش بلکہ شب معراج قدمبوس ہوا
آگے رتبے کے ترے عرش معلّے کیا ہی

روزِ محشر میں ہوں ہیں تو دامان نبی
آفتاب آ کے مرے سر پہ چمکتا کیا ہی

لو خبر جلد کہ ہی نامۂ اعمال سیاہ
نہیں معلوم کہ تقدیر میں لکھا کیا ہی

میں پہنچ جاؤں مدینے میں تو رضواں سے کہوں
فخر کیا ہی مرے آگے ترا رتبا کیا ہی

صبر کر صبر مدینے میں پہنچ جانے دے
کیا ہی جلدی ملک الموت تقاضا کیا ہی

ہوش اڑ جائیں جو دیکھیں قدِ موزونِ نبی
کس پہ شیدا ہیں ملک سدرہ و طوبےٰ کیا ہی

ایک پل مارتے آیا بھی گیا بھی تا عرش
ہی براق آپ کا یا برقِ تجلےٰ کیا ہی

آپ سے طفل تو کہتے تھے ملک یا اللہ
کھیل ہی یا تری قدرت کا تماشا کیا ہی

جسم ہی سایہ نہیں صلِّ علےٰ صلِّ علےٰ
تن ہی یا نور ہی یا نورِ سراپا کیا ہی

زندگی ہی تو کبھی دیکھ ہی لینگے روضہ
موت تو یہ ہی کہ جینے کا بھروسا کیا ہی

کس کے محبوب کی خاطر ہی یہ زینت یارب
یہ جلوس اور یہ تجمل شبِ اسرےٰ کیا ہی

نعت کہتے جو تری کب ہی مجال حافظ
یوں تو لکھنے کو ترا وصف ابھی کیا کیا ہی

مولا نہ چھپاؤ رخِ انور کو حیا سے
مر جائینگے ہم شربتِ دیدار کے پیاسے

رکھتا نہیں جو تیری شفاعت کا بھروسا
کوئی بھی نہوگی اُسے امید خدا سے

گو خاص خدا تم نہیں پر خاصِ خدا ہو
جو تم سے پھرا بس وہ پھرا خاصِ خدا سے

دیکھیں بھی نظر بھر کے نہ وہ آبِ بقا کو
ہیں جو کہ ترے شربتِ دیدار کے پیاسے

اللہ لکھا ہو جو نصیبوں میں مدینہ
پہنچا دے مجھے آگے مرے بختِ رسا سے

وہاں جو گزرنی ہی گزر جائیگی مجھپر
تو جانے دے روضے میں مجھے تیری بلا سے

وہ جی گئے جو مر گئے طیبہ میں قضا را
جینے جو پھرے مر گئے وہ اپنی قضا سے

آساں نہیں دریوزہ جمالِ نبوی کا
کیوں آنکھیں لیے پھرتی ہیں پھوٹے ہوے کاسے

امت تو محمد کو بھی اولاد سے بڑھکر
کشتہ کیے امت نے محمد کے نواسے

مظلوم ہوے پھر بھی اماموں نے دعا دی
ہاں کیوں نہو آخر تھے محمد کے نواسے

حافظ کی دعا تجھسے یہی بارہا آہا
لب بند نہوں نزع میں بھی صل علیٰ سے

خدا کے پاس وہ تنہا گئے بلائے ہوئے — ہوا کلام اشارے ہوئے کنائے ہوئے
ادھر حضور تھے محو نظارۂ پیہم — ادھر خدا تھا نظر سے نظر ملائے ہوئے
مدینہ دور نہیں تن مرا ہی کاہیدہ — خدا کے واسطے لیچل صبا اڑائے ہوئے
مدینے میں انھیں دو چار ہاتھ دیدو زمین — فلک کے ہاتھ سے آئے ہیں جو ستائے ہوئے
حضور داور محشر حضور جب آئیں — گناہگار سے بھی اک نظر ملائے ہوئے
ہزار حوریں ہوں تو کب انھیں تسلّی ہو — جو دل پہ عشق نبی کی ہیں چوٹ کھائے ہوئے
نہ بھولنا کہیں محشر میں ہمکو یا مولا — کہ ہیں حضور ہی کا آسرا لگائے ہوئے
زمین کیا کہ فلک کا بھی شہریار ہے تو — یہ مہر و ماہ ہیں سکے ترے بٹھائے ہوئے
خدا جو پوچھیگا وجہ گنہ تو کہدینگے — ترے حبیب کا تھے آسرا لگائے ہوئے

رہ مدینہ میں حافظ تھکے جو پاؤں تو کیا
چلینگے سر سے کہ ہیں سر سے ہاتھ اُٹھائے ہوئے

پاؤں بوسے جو پائے سرور کے — نکلیں ارمان زندگی بھر کے
ہو گذرتے حضور سے پہلے — لیکن اچھے تھے ہم مقدر کے
پرسش حشر رہنے دے یارب — دیکھلیں ہم نبی کو جی بھر کے
روح روح الامیں فدائے نبی — چرخ قربان آپ کے سر کے
کرو حجرے سے اک ذرا تکلیف — منتظر مر بجائیں باہر کے
کافرو دیکھو سنگریزوں کو — دل تمھارے ہیں کیسے پتھر کے
شب معراج کہتے تھے جبریل — ہوش اڑتے ہیں میرے شہپر کے
حشر کے بھی اٹھائے اٹھتے نہیں — بیٹھنے والے آپ کے در کے

تمنے راہ خدا میں دکھ پائے — جھیلے صدمے زباں کے پتھر کے
دین سے کعبے کو کیا معمور — کفر توڑا خدا خدا کر کے

ق

ہیں نذیر آپ تو بشیر بھی ہیں
بچے حافظ مری بلا ڈر سے

مصطفیٰ پر طبیعت آتی ہے — ہائے کیا کیا مزے چکھاتی ہے
المدد المدد حبیب خدا — فکر عقبیٰ کی کھائے جاتی ہے
عرق روئے مصطفیٰ کے لیے — چشم تر ندیاں بہاتی ہے
نظر التفات ہو للہ — گور آنکھیں مجھے دکھاتی ہے
چٹکیاں دلمیں لے رہا ہے عشق — حب احمد لہو رلاتی ہے
یاس و امید میں گھرا ہوں میں — اک رلاتی ہے اک ہنساتی ہے
کب ملے گا حضور کا دیدار — عمر سب یوں ہی گذری جاتی ہے
آتی ہے ای صبا مدینے سے — دیکھیں تو کیا خبر سناتی ہے
لاکھ صدمے حضور میں تنہا — لاکھ پتھر ہیں ایک چھاتی ہے
آنا جانا رہے مدینے کا — سانس جبتک کہ آتی جاتی ہے

غم نکر حافظ انکی ایک نگاہ
کام بگڑے ہوے بناتی ہے

حضرت کا شب و روز جسے دھیان نہیں ہے — اسلام نہیں اسمیں کچھ ایمان نہیں ہے
تم قدر میں لیلو تو ابھی جان ہے حاضر — میں جان جدا جاؤں مری جان نہیں ہے
بر آئے مرادیں مری ای کاش وہ پوچھیں — کچھ اور تو دلمیں ترے ارمان نہیں ہے
مشکل ہے تجھے کونسی آسانی مشکل — اور کونسی مشکل تجھے آسان نہیں ہے
پیاری سہی ہر آن حسینان جہاں کی — جس آن پہ مرتا ہوں میں وہ آن نہیں ہے

دیکھی نہیں جاتی ترے دیوانیکی حالت
دامن کے ہیں ٹکڑے تو گریبان نہیں ہی

صدموں کی، غم و درد کی، آخر کوئی حد بھی
بندہ کوئی پتھر نہیں بیجان نہیں ہی

ہی درد مرا کچھ مجھے دیتے ہو دوا کچھ
کچھ خاک طبیبو! تمھیں پہچان نہیں ہی

افسردگیِ دل نے کہیں کا بھی نہ رکھا
ارمان نکلنے کا بھی ارمان نہیں ہی

مرجاؤں تو ہی سہل کہ آسان ہو مشکل
مشکل ہی کہ مرنا بھی تو آسان نہیں ہی

دیوانہ کوئی حافظ بیخود کو نہ سمجھو
کہتا ہی پتے کی اُسے ہذیان نہیں ہی

شربت وصل پلادے جو پلانا ہی تجھے
درد فرقت سے چھڑادے جو چھڑانا ہی تجھے

اپنے در پہ صفت نقش مٹا کر مجھکو
حسرتِ دل کی مٹادے جو مٹانا ہی تجھے

سوزشِ عشق سے کبتک جگر و دل سلگیں
ایک بار آگ لگادے جو لگانا ہی تجھے

دم لبوں پر ہی کوئی دم کا ہوں مہماں پیارے
خبرِ وصل سنادے جو سنانا ہی تجھے

کان مشتاق ہیں مدت سے تری باتوں کے
اپنی آواز سنادے جو سنانا ہی تجھے

ہاں تری جوتیوں کی خاک اگر ہی سرمہ
میری آنکھوں میں لگادے جو لگانا ہی تجھے

میں کہاں اور لبِ شیریں کا ترے بوسہ کہاں
تلخیِ مرگ چکھادے جو چکھانا ہی تجھے

حالِ دل کا غمِ فرقت میں بگڑنا کب تک
میری بگڑی کو بنادے جو بنانا ہی تجھے

آتشِ شوق سے پھنکتا ہوں میں اے ابرِ کرم
یہ لگی دل کی بجھادے جو بجھانا ہی تجھے

ڈوبتا ہوں میں کہ ہی بوجھ گناہوں کا گراں
پار بیڑے کو لگادے جو لگانا ہی تجھے

تیرے اشعار سے ہوتی نہیں سیری حافظ
اک غزل اور سنادے جو سنانا ہی تجھے

اک تجلی ہی دکھادے جو دکھانا ہی تجھے
مجھکو بیہوش گرادے جو گرانا ہی تجھے

ایک ٹھوکر ہی لگادے جو لگانا ہی تجھے
اپنے مُردے کو جِلادے جو جِلانا ہی تجھے

نہ تو مرتا ہوں نہ جیتا ہوں نہ امید نہ یاس
قیدِ ہجراں سے چھڑا دے جو چھڑانا ہی تجھے

کبھی عقبےٰ کی ہی یاد اور کبھی دنیا کی ہی یاد
فکرِ کونین بھلا دے جو بھلانا ہی تجھے

زلفِ مشکیں کی ہوا کا ہو ادھر بھی جھونکا
گلشن زخم کھلا دے جو کھلانا ہی تجھے

جسم و جاں تیری جدائی میں لڑے مرتے ہیں
آکے دونوں کو بچا دے جو بچانا ہی تجھے

بے شفاعت کے ٹھکانا تری امت کا کہاں
اک ذرا لب کو ہلا دے جو ہلانا ہی تجھے

فاش ہوتا ہی مرا پردۂ رازِ الفت
بیچ سے پردہ اٹھا دے جو اٹھانا ہی تجھے

ای صبا کاہ سے ہلکا ہی مرا تن مجھکو
جانب طیبہ اڑا دے جو اڑانا ہی تجھے

قبر میں آکے فرشتوں نے جگایا مجھکو
چین سے آکے سلا دے جو سلانا ہی تجھے

اب نہیں چھپتے مرے جرم چھپانے سے مرے
تو رحیمی سے چھپا دے جو چھپانا ہی تجھے

راہ طیبہ کی بہت ڈھونڈھ رہا ہی حافظ
ای خضر جلد بتا دے جو بتانا ہی تجھے

عشقِ حضرت میں اشکباری ہی
قدرتی فیض ہی کہ جاری ہی

جو خدا کے بڑے مقرب ہیں
انکو امت کی پاسداری ہی

جبر دل پر کیا نہیں جاتا
کیا کوئی امر اختیاری ہی

جو نہ سمجھے کہ تم ہو نورِ خدا
وہ سیہ بخت ہی وہ ناری ہی

تو ہی محشر میں ہی شفیعِ امم
تیرے ہی سر پہ تاجداری ہی

دلپہ بجلی گری محبت کی
سینہ پامالِ بیقراری ہی

ہائے کس پر خدا کا پیار نہو
جو ادا ہی تری وہ پیاری ہی

انکی آنکھوں نے شوخیاں پائیں
میرے حصے میں بیقراری ہی

لیگئی دل کو چھینکر وہ نگاہ
خانہ برباد بیقراری ہی

ہر اشارہ تمھارے ابرو کا
حکمِ تقدیر ہی کہ جاری ہی

عشقِ حضرت میں کاش مجھکو ملے
جتنی دنیا میں آہ و زاری ہے

سینہ و دل کے ہو مجھیں مالک
آرزو جو ہے وہ تمھاری ہے

کھل نہ جائیں گناہ امت کے
آپ کے ہاتھ پردہ داری ہے

سر پہ طرہ ہے کہ گرد براق
کیا تجلی تری سواری ہے

خون رونا ہے کیوں تو اے حافظ
کیا کوئی دل میں زخم کاری ہے

کھلی جب زلف محبوب خدا کی
دعا ہی ہلکی روضہ جزا کی

عیاں ہے جسم اور سایہ نہاں ہے
عجب ہے سایہ نوری جسم خاکی

تمہارے مست و بیخود سہل چھوٹے
ہے سدھ بدھ نہ کچھ روزِ جزا کی

بہادے اور آنسو چشم گریاں
کہ ہے تر دامنی محتاجِ پاکی

ہو سودا سے نبی ہیں کیا غم عیب
گلے کا ہار ہوگی جامہ چاکی

چلانا مارنا ہے اسکے ہاتھوں
تری آنکھیں ہیں یا قدرت خدا کی

شہنشاہی کو کہتی ہے گدائی
گدائی آپ کی دولت سرا کی

چلا وہ کارواں سوے مدینہ
ہم آوازی کروں بانگِ درا کی

خطا ٹھہرے نکرنا بھی خطا کا
تہی رحمت جو حامی ہو خطا کی

بچی گر کر ترے قدموں پہ مہتاب
بہت کچھ سلیپے سے بھاگی پھرا کی

کھلی جب تک رہیں آنکھیں ہماری
نبی کی شکل آنکھوں میں پھرا کی

نبی کی زلف کے پڑ جاے پالے
شبِ ماتم تو بتی ہے کہیں بلا کی

پیمبر پیشوائی کو سب آئے
ملی تھی دنیا میں معصوم اُس پیشوا کی

نہیں مانع کوئی روضے کا درباں
بندھی ہے کیا ہوا بادِ صبا کی

الٰہی ایک دن ہم یہ بھی سن لیں

در حضرت پہ حافظ نے قضا کی

کیا محفلِ میلادِ رسولِ عربی ہے
رحمت کے فرشتوں کی یہاں ڈوک لگی ہے

تسکین نہ ہو پانی سے نہ کچھ سرد ہوا سے
یارب یہ مرے دل میں عجب آگ لگی ہے

ہے قد پہ ترے خلعتِ عالی نسبی راست
تو ہاشمی و مطلبی و قرشی ہے

پیچھے ہیں ترے جتنے جو آگے ہوئے مرسل
اگلوں میں تجھے مرتبۂ پیشروی ہے

رضواں نہ بلا سوئے ارم راہ سے مجھکو
ہے دُھن مجھے کچھ اور تجھے اپنی پڑی ہے

بگڑی کا بنانا تجھے کچھ بھی نہیں مشکل
بگڑی ہوئی حالت ہے مرے دم پہ بنی ہے

تو کہدے خدا سے وہ مجھے بخش ہی دیگا
منظور کب اسکو تری خاطر شکنی ہے

طوفان سے اشکوں کے بھڑک جاتی ہے دونی
کیسی یہ مرے دل میں نئی آگ لگی ہے

فریاد کے حیلے سے ہوا حاضرِ دربار
قسمت مری، نالوں سے مرے، جاگ اٹھی ہے

اب تو ہی زمیں ٹیک کے دکھا دے مجھے طیبہ
غربت میں تھکے پاوں، قضا سر پہ کھڑی ہے

بے نام لیے دلکو تسلی نہیں ہوتی
لوں نام مبارک تو بڑی بے ادبی ہے

دنیا کے الم، حشر کے غم، ہجر کے ماتم
اک جان مری لاکھ بلاؤں میں پھنسی ہے

طیبہ کی زمیں قبر کی خاطر نہیں ملتی
یا میں ہوں برا یا مری تقدیر بری ہے

حافظ ترے شعروں سے طبیعت نہیں بھرتی
تاثیر عجب تیری طبیعت میں بھری ہے

روتا رہوں دن رات یہی دل کی خوشی ہے
رونے کا یہ رونا ہے ہنسی کی یہ ہنسی ہے

آزاد ہو دوزخ سے جو یہ بندۂ عاصی
اسمیں بھی حضور آپ ہی کی نا موری ہے

دے آئے نبی کو دل و صبر و جگر و عقل
اللہ ترے واسطے اک جان بچی ہے

کرتا ہوں فدا تجھکو، وہ ہے سامنے روضہ
ای جان تری تن سے جدائی کی گھڑی ہے

طعنوں سے بچا جائیگا ترے دشت کا سودا
سب چھپتے ہیں چھینٹے ترے تلووں کی لگی ہے

دوڑے بھی، تھکے بھی، نملا ہمکو مدینہ
تقدیر سے تدبیر کہیں پیش گئی ہے

جینا تری فرقت میں ہے سو موت سے بدتر
مرنا تری الفت میں حیات ابدی ہے

جبتک کہ جیے ہم نکیا عشق کا اظہار
جب قبر میں سوئے تو کہا آنکھ لگی ہے

پوشیدہ میں جلتا ہوں ترا سوز نہیں ظاہر
اے شمع ترے تن سے مرے دل سے لگی ہے

نیکی سے زیادہ ہے سیہ کاری عاشق
بیمار ہوں میں، دن سے مری رات بڑی ہے

خورشید قیامت سے محمد کی دُہائی
میدان بڑا، گرم زمیں، دھوپ کڑی ہے

آنکھیں ہی خطاوار ہیں ایسی کہ ہیں محروم
سینے میں وہی دل ہے وہی جی میں وہی ہے

طیبہ سے پھرا ہند کو حافظ تو پکارا
فریاد کہ اُلٹی مری تقدیر پھری ہے

طیبہ میں اپنی روح ہے قالب وطن میں ہے
کب جسم پیرہن میں ہے مردہ کفن میں ہے

شمعیں ہزار، انجمنیں بیشمار ہیں
پروانہ ہو نہیں جسکا وہ کس انجمن میں ہے

گھر بیٹھے دل پڑا ہے مدینے کے دشت میں
دیوانۂ غریب کو غربت وطن میں ہے

اللہ نے بنائی ہے اپنی پسند کی
بیساختہ ادا جو ترے سادہ پن میں ہے

وہ گرم گرم ریگ وہ کانٹے وہ ننگے پاؤں
کب گھر میں ہے وہ لطف جو طیبہ کے بن میں ہے

الفت نہو نبی کی تو جینا محال ہے
الفت نبی کی جان کے بدلے بدن میں ہے

پنہاں ہیں راز جامہ دری کے لباس میں
دل جانتا ہے لطف جو دیوانہ پن میں ہے

کیا سمجھے اہل شرع کو دیوانہ نہیں
کیا خوف حکم شرع کا دیوانہ پن میں ہے

دیکھو تو تل بھی آنکھ میں ہے تل میں نور بھی
کوئی بھی خال آپ کے نوری بدن میں ہے

کب رنگ مثل لب ہے جو نازک ہے برگ گل
کب نازکی ہے رنگ جو لعل یمن میں ہے

حافظ اٹھو، مدینے چلو، جلتی بنو
باندھو کمر سفر پہ دھرا کیا وطن میں ہے

در حضرت پہ ہوا ے کاش رسائی میری
جب میں جاؤں کوئی امید بر آئی میری

آپکا دورِ شفاعت ہی تو کچھ دور نہیں
کہ بھلائی سے بدلجائے برائی میری

دولت فقر کی خیرات جو دیدیں مولے
بادشاہی پہ کرے فخر گدائی میری

ہائے کیونکر ملے جاروب کشی روضے کی
ہائے کس طرح ہو تقدیر پرائی میری

وہ رہے مجھسے جدا، آپ میں جبتک ہیں رہا
ملگئے وہ، جو ہوی مجھسے جدائی میری

شکل جینے کی دکھائی نہیں دیتی کوئی
حسرتِ دید نے یہ شکل بنائی میری

وہ مرے خواب میں آئے مرے نالے سنکر
میری فریاد نے تقدیر جگائی میری

خارِ صحرائے مدینہ جو ملے مدت میں
پھوٹکر روئی بہت آبلہ پائی میری

ہنر ہاں بنگئے بچا پرسش اعمال سے ہیں
کیا خموشی نے مری بات بنائی میری

دھوم ہو جائیگی آیا وہ محمد کا غلام
عرصۂ حشر میں نوبت اگر آئی میری

کاش وہ پاس بلاکر یہ کہیں حافظ سے
لے ہوئی ابتو جدا مجھسے جدائی میری

کسیکو مرض سے شفا چاہیے
ہمیں تو مرض بے دوا چاہیے

مدینہ کہاں اور یہ عاجز کہاں
پہنچنے کو بخت رسا چاہیے

وہ مانیں نہ مانیں انھیں اختیار
ہمیں رات دن التجا چاہیے

قطعہ تا آخر غزل

محبت محبت تو کہتے ہیں سب
محبت کو مرد خدا چاہیے

محبت تو ہی کام دل والوں کا
اور اسکو جگر بھی ذرا چاہیے

محبت میں سر کی محبت کہاں
محبت کو ساماں بڑا چاہیے

شریعت کے آگے ہو گردن جھکی
طریقت پہ بھی دل فدا چاہیے

جو آنکھیں ہیں آنسو تو لب پہ ہو آہ
موافق یہ آب و ہوا چاہیے

ہو منہ زرد لب خشک آنکھیں ہوں سرخ
دمِ سرد و آہِ رسا چاہیے

جگر پہ ہو اک تیر کاری لگا
ہر اک زخمِ دل کا ہرا چاہیے

عجب ہو جان مضطر تو دل پاش پاش
کلیجا اچھلتا ہوا چاہیے

دہکتی ہو سینے میں الفت کی آگ
دھواں سر سے اٹھتا ہوا چاہیے

ادھر دل کو لذت سے سیری نہ ہو
ادھر لب کہیں اور کیا چاہیے

ادھر دل سے کہے یا نبی یا نبی
ادھر لب پہ نامِ خدا چاہیے

جو موت آئے تو زندگی بنکے آئے
قضا کی نرالی ادا چاہیے

دمِ خاتمہ بھی ہو لب پر یہ بات
مجھے خاتم الانبیا چاہیے

جو قسمت سے ایسی محبت ملے
تو حافظ کو پھر اور کیا چاہیے

محفلِ میلاد کا ساماں بنانا چاہیے
فرش آنکھیں، ابرِ رحمت شامیانہ چاہیے

پاؤں کہتے ہیں مدینے سر سے جانا چاہیے
سر یہ کہتا ہے نبی کا آستانا چاہیے

دردِ دل دے اے خدا جو مغفرت رونے سے ہے
کوئی تو آنسو بہانے کو بہانا چاہیے

پہنچاتے ہیں مجھ سے بیمار کو آب و خورش
اشک پینا چاہیے اور رنج کھانا چاہیے

سر رکھ کر آستانے پر جنابِ پاک کے
ہے ارادہ اپنی قسمت آزمانا چاہیے

سنتے سنتے ذکرِ حضرت موت آ جائے مجھے
خوابِ راحت کے لیے کوئی فسانا چاہیے

عشقِ حضرت میں زمانہ مجھ سے ناخوش ہے تو ہو
کیا ہے غم کس کی بلا کو یہ زمانا چاہیے

لطف جب ہی دل مرا ہو اور نگاہیں آپ کی
ایسے تیروں کے لیے ایسا نشانا چاہیے

دوست سمجھاتے ہیں کیوں ہے آب و خور تجھ پر حرام
کچھ تو پینا چاہیے اور کچھ تو کھانا چاہیے

عشق کہتا ہی کہ میں ہو جاؤں سب پر آشکار — عقل کہتی ہی اسے سب سے چھپانا چاہیے
عقل کہتی ہی کہ عادت صبر کی ہوتی ہی خوب — دل یہ کہتا ہی کہ اسکو اک زمانا چاہیے

حافظ مہجور سے سرزد ہوا ہی جرم عشق
پھر بتجویز سزا اُسکو بلانا چاہیے

جو آیا تو نہی پہر عجب کوئی مراد دل بھی — اگر شیدا ہی تو کسکا ہی دیوانہ بھی عاقل بھی
مدینہ سیکڑوں منزل پہنچنا سخت مشکل بھی — پہنچ کے ہو سکے اگر چاہیں نہیں وہ ایک منزل بھی
اشارہ ایک انگشت شہادت کا جو ہو جائے — دل عاشق تو کیا ہو پارہ پارہ ماہ کامل بھی
دعا ہی پہر لب پر یا الٰہی دے مجھے جنت — تری رحمت اشارے سے کہے یہ کوئی مشکل بھی
نظر اُٹھی وہ پہر جا پڑہ گر کو آنکھ دیتی ہی — کہ رخصت ہو کوئی جینا بچا ہی میر البسمل بھی
تمہارے ہجر میں جینے سے مرجانا ہی بہتر ہی — جو عمر خضر ہو حاصل کچھ آخر اس سے حاصل بھی
نکلکر لاکھ پردوں سے جو آیا بزم دنیا میں — خدا کا نور ہی شمع حرم بھی شمع محفل بھی
امیروں کی خبر کرے کوئی پھرے میں کہدیتا — کہ در پہ ہاتھ پھیلائے کھڑا ہی ایک سائل بھی
حیات و موت دونوں آپکی آنکھوں کی ہیں تابع — نگاہیں کہہ رہی ہیں ہم مسیحا بھی ہیں قاتل بھی
وہ شوخی کی ادا ہا برق تجلی عش کرے جسپر — وہ پہر بیقراری لوٹ جائے جیسے بسمل بھی

ہجوم غم سے ای حافظ نہ گھبرا دو اگر چاہیں
ابھی آسان سہی آسان ہو مشکل سہی مشکل بھی

ہو کر ہمارے کوچ کا سامان رہ نجائے — دل میں کہیں مٹنے کا ارمان رہ نجائے
تھوڑا سا دن ہی اور مسافر تھکا ہوا — طیبہ سے اسطرف کوئی میدان رہ نجائے
زخم دل فگار میں ہی چور یا نبی — تیر نگاہ کا کوئی پیکان رہ نجائے
فرمائینگے حضور فرشتوں سے بار بار — دوزخ میں دیکھو کوئی مسلمان رہ نجائے
اتنا لحاظ دعوت دیدار میں رہے — بھوکا ہجوم میں کوئی مہمان رہ نجائے

زلفیں ہٹاؤ رخ سے جو آئے ہو خواب میں
زلفوں کی طرح خواب پریشان رہ نہ جائے

عشوے نئے نئے ہوں ادائیں نئی نئی
معراج کی ہو رات نہ کوئی آن رہ نہ جائے

راہِ طلب میں کام جو لیں سر سے پاؤں کا
کیونکہ ہمارے ہاتھ یہ میدان رہ نہ جائے

رستہ پلِ صراط کا دور و دراز ہے
یہ ناتوان آپ کے قربان رہ نہ جائے

اپنے سوا کسی کا نہ محتاج کر خدا
بندے کے سر پہ بندے کا احسان رہ نہ جائے

اللہ کرے قبول یہ حافظ کی التجا
امسال پھر سنانے سے قرآن رہ نہ جائے

خلق میں نورِ خدائے لایزال آنیکو ہے
تیرگی کفر و عصیاں پر زوال آنیکو ہے

نیکیوں سے اب کرینگے جرم بڑھ بڑھ کر کلام
عاصیوں پر رحمت ایزد تعال آنیکو ہے

شاعروں کی ہونگی اپنے شبہہ تشبیہیں تمام
وہ بلیغ اور وہ فصیح بیمثال آنیکو ہے

سبکو ہوگی اب سیاہی اور سفیدی میں تمیز
تیرگی جانیکو ہے، ماہِ کمال آنیکو ہے

ہاں خبردار اے گروہِ بیخبر ہشیار ہو
پھر اب قہر خدائے ذوالجلال آنیکو ہے

خود پوشانِ تکبر کی ہے سر کوبی قریب
خود سروں کے کاسۂ سر میں بال آنیکو ہے

صاف ہوائے دل کہ آتا ہے تصور آپ کا
وہ ہوائے فکرِ مولے کا خیال آنیکو ہے

عرش پہ بیٹھا ہے خالق جمع کرکے خلق کو
حشر میں بے پردہ کوئی خوش جمال آنیکو ہے

پھر دلِ دیوانہ وحشت میں سوئے طیبہ چلا
پھر مزاجِ پر خلل میں اعتدال آنیکو ہے

آس ہے اتنی کہ اب بھی یاد فرمالیں حضور
آخری ہچکی بوقتِ انتقال آنیکو ہے

عالمِ بالا میں پڑھدی کس نے حافظ کی غزل
وجد کرتے ہیں ملک حوروں کو حال آنیکو ہے

جنکو ہوا انکی زیارت وہ ہیں قسمت والے
قسمت انکی ہے جو ہیں انکی زیارت والے

کیا ڈراتے ہیں جہنم سے شریعت والے
قہر کی شان ہے جنہیں وہ ہیں رحمت والے

وقت پہ کام ہیں موقوف یہ سچ ہے لیکن
دل کو سمجھائینگے کیا کہکے محبت والے

عمل خیر نہیں ہے تو نہو یاس نہیں
مفت کیا کچھ نہیں دیدیتے ہیں ہمت والے

عشق ہو لے ہیں کروں صبر تو کسطرح کروں
حال کیا جانیں مرے دل کا نصیحت والے

عشق میں دل نے مقام ایک دکھا کر یہ کہا
اس جگہ چھوڑتے ہیں ساتھ رفاقت والے

دل نے ہر وقت یہ کہکے بندھائی ہمت
کچھ نہ پوچھ عشق میں کیا مرتے ہیں محنت والے

نہیں کٹتے مرے نالے شب تنہائی میں
شکر ہے سیکڑوں ہیں میری شکایت والے

کیا خبر لے کوئی آکر ترے بیماروں کی
منھ سے کچھ کہتے نہیں درد مصیبت والے

تیرے ہی غم سے قیامت میں اٹھینگے جو اٹھے
صور سے چونکتے ہیں کوئی ترے متوالے

بخشنے جاتا ہے خدا امت عاصی کے گناہ
کہ کسی طرح سے راضی ہو شفاعت والے

لغت وہ لکھ جو ہو شایان نبوت حافظ
کیا کہینگے تجھے کیا جانے شریعت والے

یہی ہے وجہ تسلی گناہگاروں کی
کہ رحمت آپ کی ضامن ہے شرمساروں کی

نسیم ہو لے شفاعت بھی ہے وہ تیز ہوا
کہ چاک ہو گئیں فردیں گناہگاروں کی

برون روضہ قدم رنجہ وہ نہیں کرتے
امید بر نہیں آتی امیدواروں کی

گناہ کرتے ہیں اب یا گناہ سے توبہ
ہے کالی رات کسوٹی سیاہکاروں کی

فلک نے پست کیا انکے پایمالوں کو
بلند ہیں تو صدائیں ہیں زینہاروں کی

کھلا نہ بھید کسی پر شراب معنی کا
پتے کی بات نہیں کوئی بادہ خواروں کی

کرو خدا کے لیے بار معصیت ہلکا
کہ گردنیں جھکی جاتی ہیں شرمساروں کی

ہے خاکسار کی مٹی خراب یا مولے
کہ گرد تک نہیں ملتی ہے شہسواروں کی

کہینگی حشر میں رحمت تری دم پرسش
کہ سب سے آگے صفیں ہوں گناہگاروں کی

دکھا کے برق تجلی گرا دو مثل کلیم
تمھارے در پہ ہے ٹھٹ امیدواروں کی

اشارہ ہو کہ شفا پائے حافظ بیمار
اب اسکو ضعف سے طاقت نہیں اشارہ کی

جبتک سخن الٰہی میرے دہن سے نکلے
مضمون وصف احمد ہر اک سخن سے نکلے

دی جب ندا کسی نے لوگو چلو مدینے
کیسے ہنسی خوشی ہم بیت الحزن سے نکلے

جب ہو ظفر نصیب گھر سے سفر ہو بہتر
انکے وطن میں پہنچے اپنے وطن سے نکلے

کس درجہ خوشی ہو جب دید آخری ہو
جاں ہی تن سے نکلے تن پیرہن سے نکلے

اک موے عنبریں کی تعریف اگر ادا ہو
شکر جناب باری ہر موے تن سے نکلے

امیدوار رحمت کتنا ہی پر خطا ہو
عصیاں سے پاک نکلے جس دم کفن سے نکلے

پیکر عدم سے لایا ہستی میں آپ واللہ
کس انجمن میں آئے کس انجمن سے نکلے

سودا ہوا وطن میں پہنچے عرب کے بن میں
ہم جب وطن سے نکلے دیوانہ پن سے نکلے

اس گل کا روے انور پردے سے جو عیاں ہو
پروانہ انجمن سے بلبل چمن سے نکلے

وہ جانستاں نگاہیں ہیں جان سے زیادہ
سو جانیں تنمیں آئیں اک جان تن سے نکلے

حافظ کہاں ہے پہ اسکو خبر تو کر دو
وقصد مدینہ کرکے زائر وطن سے نکلے

انبیا پیش خدا سب خوف کھاتے جائینگے
مصطفےٰ بہر شفاعت مسکراتے جائینگے

ہر قدم پر صورت نقش قدم وہ خوشخرام
حسرتیں عشاق کے دلکی مٹاتے جائینگے

عرصۂ محشر میں ہوگا بحر رحمت جوش پر
جبکہ تر دامن پسینے میں نہاتے جائینگے

نیکیاں امت کی کم نکلینگی جب میزان میں
پلے اٹھتے جائینگے اور وہ جھکاتے جائینگے

کیا ملیگی حسرت دید نبی واحسرتا
ہوش کھتے پائیں ہم انکے آتے جائینگے

راہ طیبہ میں جو تھکتا ہیں کیا کہتا ہے شوق
لوگ پابند ہو کہ ہم ہمت بندھاتے جائینگے

جب خبر ہوگی گنہگار ان است [illegible]
سامنے اپنے وہ اک اک کو چھڑاتے جائینگے

دشت گردی ہی نصیبوں میں ازل سے تا ابد
خاک اڑاتے آئے ہیں ہم خاک اڑاتے جائینگے

حشر میں محبوب سے ہوگا یہ ارشادِ خدا
ناز تم جتنے کروگے ہم اٹھاتے جائینگے

چرخ پر جاتے ہو گھبرائی ہوئی آہِ نیم شب
نالے کہتے ہیں کہ ہم مشعل دکھاتے جائینگے

آج دنیا میں نہیں حافظ سا مداحِ نبی
یوں تو لاکھوں شاعر آئے اور آتے جائینگے

حضرت کے سوا ہمکو نہ ہو چاہ کسی کی
حضرت کے سوا دیکھیں نہ درگاہ کسی کی

الفت وہ ہو سکو جو محمد سے ہے مجھکو
فرقت میں یہ حالت نہو اللہ کسی کی

ای دیدۂ مشتاق کوئی دم تو جھپک جا
تکتا ہے تری طرح کوئی راہ کسی کی

ایسا ہو کبھی پہنچ جاؤں تو روضے سے نہ اٹھیں
سنتے ہی نہیں بندۂ درگاہ کسی کی

ہیں جمع یہیں ملک بھی شب اسرے
ہے منتظر اک بھیڑ سرِ راہ کسی کی

ہے چشم تصور کی نظر کسقدر اونچی
آتی ہے نظر دور سے درگاہ کسی کی

کچھ زور محبت پہ نہیں دل کی خطا کیا
ہم کیا کہ ہے اللہ کو بھی چاہ کسی کی

مجھکو یہ تمنا ہے کہ سوؤں تو ہو رویت
آنکھوں کو یہ ہے تاک کہیں راہ کسی کی

اللہ دمِ مرگ جب آنکھوں میں دم آئے
نظروں میں پھرے صورتِ دلخواہ کسی کی

بہلاتے چلے ہم دلِ مضطر کو سفر میں
وہ دیکھ وہ ہے سامنے درگاہ کسی کی

تو اور تری یاد مدینے میں ہو حافظ
ہوگی یہ اڑائی ہوئی افواہ کسی کی

دلربا تھا وہ شبیہ مری چشمِ تر میں ہے
ہر دم خدا کے نور کا جلوہ نظر میں ہے

ہے بے خبر خدا سے جو بھولا رسول کو
غافل خبر بھی ہے تجھے کچھ، کیا خبر میں ہے

پہنچا کبھی امتحان میں پورا نکل گیا
قدرت خدا کی آپ کی نازک کمر میں ہے

چکر ہی سر کو سر میں خیالات آپ کے
گھر والے تو مقیم ہیں اور گھر سفر میں ہے

حضرت کے ہجر میں کسی پہلو نہیں قرار
دلپر ہی چوٹ، درد ہمارے جگر میں ہی

لاتا ہو جواب وہ دیکھو تو دور سے
کاغذ سی کوئی چیز کف نامہ بر میں ہی

تاثیر کیا ہوئی مرے حصے کی ای فلک
آہِ سحر میں ہی نہ دعا سے سحر میں ہی

روضہ کہاں بہشت کہاں مجھسے پوچھیے
یہ بھی مری نظر میں ہی وہ بھی نظر میں ہی

ای نالے تھم ذرا کہ ہی دل میں خیال شاہ
کمبخت کر نہ شور کہ مہمان گھر میں ہی

وہ کاش مجھکو دیکھکر اتنا ہی پوچھ لیں
یہ کون پائمال پڑا رہگزر میں ہی

پیری میں ہو گیا ہی یہ سودا عروج پر
چکر جو پہلے پاؤں میں تھا اب وہ سر میں ہی

کم ہی جو عمر بھر ہو زیارت حضور کی
فرض ایک بار عمرہ و حج عمر بھر میں ہی

حافظ کو روزِ حشر نہ پکڑو ملئکہ
کیا کرتے ہو یہ امت خیر البشر میں ہی

مومنو خوش ہو محمدؐ کی سواری آئی
رحمت کفر گئی رحمت باری آئی

مرنے والوں کی یہ کثرت ہی عیاذاً باللہ
کہ اجل انکی گلی سے تھکی ہاری آئی

بلبلیں باغ میں بیساختہ پڑھتی ہیں درود
بو یہ کس گل کی، لیے بادِ بہاری آئی

زخم جو کھائے محبت میں وہ گہرے کھائے
چوٹ جو آئی مرے دلپہ وہ کاری آئی

جھک گیا میری طرف انکی نظر کا پلہ
حشر میں جب سر میزان مری باری آئی

خود فراموش ہوے جانیکے قابل نہ رہے
ولے قسمت انھیں کب یاد ہماری آئی

دوش پہ بارِ گنہ، راہِ عدم دور و دراز
پیش آئی مجھے منزل تو یہ بھاری آئی

جان آنکھوں میں تھی جب مژدۂ دیدار سنا
پھول مرجھاگئے تب بادِ بہاری آئی

نہ شکایت کا سلیقہ نہ ادب محفل کا
شکوہ آیا نہ ہمیں شکر گزاری آئی

شبِ اسرے کہیں مشتاق کھڑے تھے قدسی
اور کہیں شور وہ حضرت کی سواری آئی

عاجزی پر مری آیا انھیں رحم ای حافظ

کام آخر مرا اگر یہ مری زاری آئی

بشر سے ممدوحِ رب کی مدحت ادا ہو کچھ بھی مجال کیا ہی
کسی کا وہم و خیال پہنچے یہ وہم کیا ہی خیال کیا ہی

بنی کے رخسار کے مقابل مہِ فلک کا جمال کیا ہی
یہ رات دن جلوہ گر وہ اک شب اگر ہی کامل کمال کیا ہی

پڑا ہی کب سے مریضِ ہجراں بھرے ہیں دلمیں ہزار ارماں
کبھی تو دیکھو کہ حال کیا ہی کبھی تو پوچھو سوال کیا ہی

ہیں ہند میں تم عرب میں ساکن مرا پہنچنا محال لیکن
تمھارے نزدیک دور کیا ہی تمھارے آگے محال کیا ہی

تمھیں پہ دلسے نثار ہونا تمھیں پہ نقدِ حیات کھونا
کہاں کا رونا کہاں کا دھونا یہ جانِ ناچیز مال کیا ہی

بڑھے نہ جبتک کہ جوشِ ہستی رہے خیالِ عروج و پستی
جب ایک ہوجائے مرگ و ہستی تو وصل کیا ہی وصال کیا ہی

خدا کے طالب کو ہی مناسب خدا کے مطلوب کا ہو طالب
خدا کا ملجائے جب مصاحب خدا کا ملنا محال کیا ہی

تمھاری تصویر اللہ اللہ خرد اسی فکر میں ہی گمرہ
شبیہ کیا ہی عدیل کیا ہی نظیر کیا ہی مثال کیا ہی

بسی نظر میں یہ تیری بستی خبر نہیں اب کسی طرف کی
کدھر ہی مشرق کدھر ہی مغرب جنوب کیا ہی شمال کیا ہی

ہی جو کہ قامت پہ تیرے شیدا اُسے قیامت میں ہی خطر کیا
ہوا جو محوِ جمال تیرا پھر اسکو خوفِ جلال کیا ہی

ہوا نبی کا جو ایک اشارہ تو تھا فلک پر قمر دو پارہ
کیا جو کفار نے نظارہ کہا یہ سحر حلال کیا ہے

دعا کرو میں کہ رب عزت نہو قیامت میں مجھکو ذلت
کسی کی نگاہِ رحمت پہ فکر کیا ہے یہ حال کیا ہے

کلامِ حافظ نہ پڑھدیا ہو کہیں کسی نے اس انجمن میں
یہ کیسی ہو حق ہے صوفیوں کی یہ وجد کیا ہے یہ حال کیا ہے

صور پھنکنے کو ہی ہے یہی غفلت میری
اب بھی کھلتی ہے تقدیر تو قسمت میری

حشر میں آپ سے ہر ایک یہ کہتا ہوگا
یا نبی آج ترے ہاتھ ہے عزت میری

نامرادی پھری لاکھ مرادیں قربان
ہائے کس رحم سے تکتے ہیں وہ صورت میری

حق سے رو رو کے کہینگے یہ شفیعِ محشر
بخش دے گرچہ گنہگار ہے امت میری

عمر بھر اُنکی نگاہوں میں ملیگا رہنا
چشمِ بد دور سلامت ہے جو غربت میری

دمِ آخر بھی دکھا جاؤگے دیدار اگر
جان کے ساتھ نکل جائیگی حسرت میری

دونوں عالم میں ہیں وہ میری مصیبت کے شریک
جنسے دیکھی نہیں جاتی ہے مصیبت میری

میری طاقت سے تو بڑھتا نہیں دو ہاتھ قدم
لیے پھرتی ہے اُڑائے ہوئے وحشت میری

بخشتا جائیگا خالق یہ نبی سے کہکر
ہیں یہ عصیان تری امت کے یہ رحمت میری

کیا مزہ ہو جو گنہ میرے زیادہ نکلیں
اور منظور ہو مولٰے کو حمایت میری

کبھی طیبہ کو کمر باندھ کے چلتا ہونگا
کبھی سدھ جائیگی ٹوٹی ہوئی ہمت میری

خاک ہو کر کبھی چھو لوں ترے قدموں سے کبھی
پاس روضے کے بنا دے کوئی تربت میری

کیا عجب حشر کے دن پاک نکل جائے حساب
میری تقصیر ہے میری تری رحمت میری

عقدے کھل جائیں مرے وہ جو ہلا دیں لب کو
میری بخشش ہو جو کر دیں وہ شفاعت میری

شرع میں کاش ہو یہ درد زبان حافظ

سخت مشکل ہی مدد کیجیے حضرت میری

بیانِ شوقِ طیبہ ہی صبا سے — جنوں میں باتیں کرتا ہوں ہوا سے
تمھاری دید کے دیدے ہیں پیاسے — اسی شربت سے بھر دو دونوں کاسے
ملا تھا جس ادا سے تو خدا سے — ادھر بھی دیکھ اُس پیاری ادا سے
بنے اک پل میں کوہِ طور سرمہ — تری برقِ نگاہِ سرمہ سا سے
قیامت میں پکاریں گے محمد — کہاں ہیں چشمۂ کوثر کے پیاسے
جنوں تجھپر ہزاروں ہوش قرباں — بچایا تو نے محشر میں سزا سے
مدینے میں پہنچ جاؤں تو آئے — خدا کے واسطے کہدو قضا سے
قیامت میں تو ہوگے ظلِ رحمت — جو دنیا میں نہیں سایہ بلا سے
شب اسرے ملا کیا بے تکلف — خدا بندے سے اور بندہ خدا سے
ذرا سا شربتِ دیدار دے دو — مری آنکھیں گدائی کے ہیں کاسے
خدا چاہے نہیں ہوں ہرگز یہ وہ — قیامت میں طفیلِ مصطفیٰ سے
ہزاروں آفریں ای نالۂ دل — قدم آگے رہے بختِ رسا سے
سمجھ لو آپ ہی مجھسے نہ پوچھو — کہ ہوگا طولِ عرضِ مدعا سے
بنی آنکھیں چراتے حورِ عیں کو — محمد کی نگاہِ سرمہ سا سے
تری زلفوں کے سائے میں ہوں بے فکر — بلائیں لاکھ پیش آئیں بلا سے
نہ کیوں دونی ہو رونق لامکاں کی — ملا نورِ خدا نورِ خدا سے
شبِ ہجرِ نبی کی یہ درازی — بڑی ہی شرط کیا روزِ جزا سے

وہ پوچھیں حشر میں حافظ مرا حال
کہوں اچھا ہوں حضرت کی دعا سے

مرحبا مژدۂ بخشش کے سنانے والے — اپنی امت کو جہنم سے بچانے والے

خلق مخلوق کو خالق نے کیا جنکے لیے
ہیں وہ مخلوق کو خالق سے ملانے والے

ناتوانی میں بھی نالے ترے دیوانوں کے
ہیں در عرش کی زنجیر ہلانے والے

کیوں سماتا نہیں پھولا دل ویران میرا
کیا یہ سچ ہی وہ اسی دل میں ہیں آنے والے

جیتے ہیں تیرے نظارے کے سہارے عاشق
منہ نہ پردے میں چھپا سامنے آنے والے

حیف صحرا میں کئی روز کے پیاسے ہوں شہید
آب شمشیر کو شہ کے پلانے والے

کلمہ گویوں ہی کے ہاتھوں ہوں بلا میں اسیر
کلمہ گویوں کو بلاؤں سے چھڑانے والے

دشت غربت میں ترستے رہیں گھر جانے کو
ناز پروردہ محمدؐ کے گھرانے والے

ظلم پر اف نہ کریں منہ سے خدا کے پیارے
اور ستانے سے نہ باز آئیں ستانے والے

خاک کے فرش پہ بھی چین نہیں انکو عدو
جنکے جد عرش کو ہیں فرش بنانے والے

نگیا تو ہی زیارت کو ابھی تک حافظ
ورنہ رو کے سے بھی رکتے نہیں جانے والے

لو دم مرگ یہ مژدہ وہ سنانے آئے
سختی نزع سے ہم تجھکو چھڑانے آئے

مند گئیں آنکھیں تو دیدار دکھانے آئے
وقت بالیں جو ہوا سر تو سرھانے آئے

آنے والی ہی اجل ایک نہ اک حیلے سے
کاش درد و غم حضرت کے بہانے آئے

کر گئی کام قیامت میں شفاعت تیری
نہ عمل کام کچھ آئے نہ یگانے آئے

نزع میں آئے لحد میں سر میزان و صراط
ہر جگہ وہ مری بگڑی کو بنانے آئے

دل بھی نازک ہی بہت آپ بھی نازک ہیں بہت
آپ ایسے ہوں کہ مرا دل بھی سنبھالنے آئے

کب سے ہم دیکھتے ہیں حکم طلب کا رستہ
دیکھیے کب کوئی طیبہ سے بلانے آئے

امتحان آپکی رحمت کو اگر ہی منظور
اپنا دریا مرے اشکوں سے ملانے آئے

اک جہان آپکے جلوے نے کیا ہی پامال
کبھی حسرت مرے دل کی تو مٹانے آئے

چارہ جو اور ہے بیمار محبت کیوں ہو
جس نے یہ آگ لگائی وہ بجھانے آئے

خواب آیا ہی مجھے خواب میں آئے ہیں نبی
تا قیامت نہ کوئی مجھکو جگانے آئے

کیا غزل نعت میں حافظ نے لکھی ہی ہولے
ہو اگر حکم تو روضے پہ سنانے آئے

آفرینش تری اللہ نے جب کی ہو گی
پیاری صورت تری کس پیار سے دیکھی ہو گی

حشر میں مجھسے پہ رحمت تری کہتی ہو گی
میں سلامت ہوں تو بخشش تری ہو گی ہو گی

تشنۂ دید کا رویا سے بھلا کیا ہو گا
اوس سے پیاس بجھائے کہیں بجھتی ہو گی

یوں دکھا جلوہ کہ تا حشر مجھے ہوش نہو
ورنہ ہو گی بھی تو کئی دن کو تسلی ہو گی

ہی حضوری میں تو بیتابیِ دل کا یہ حال
اس سے ظاہر ہی جو دوری میں ترقی ہو گی

ہاں ادھر اک نگہِ رحم کہ سب کہتے ہیں
ایسے مجرم کی بھی بخشش کوئی ہوتی ہو گی

دشتِ طیبہ میں کسی روز نہ میں پھرتا ہونگا
اور نظر میں مری صورت تری پھرتی ہو گی

آپ کے اور پریشانِ الم کی حالت
ہو گی کتنی ہی بری مجھسے پھر اچھی ہو گی

ہو چکی عمر مگر انکی زیارت نہوئی
ہائے اب کب یہ تمنا مری پوری ہو گی

جاگتے ہیں جو غمِ شاہ کی تکلیفوں میں
انکی قسمت کہیں آرام سے سوتی ہو گی

ملا عیشِ مخلّد تری خاکِ در پہ
اب ملے خلد تو کیا خاک تلافی ہو گی

ہائے امیدِ زیارت پہ جئیں ہم کب تک
موت یہ ہی کوئی دم میں اجل آتی ہو گی

آپ نے خواب میں وہ شکل دکھائی مجھکو
کہ زلیخا کے فرشتوں نے نہ دیکھی ہو گی

اڑ کے جنت کو گیا طائرِ جانِ حافظ
اڑتی اڑتی یہ خبر آپ کو پہنچی ہو گی

بزم حضرت میں ہیں چل مرنیکو چلنے والے
شمع ساں جان نکلنے پہ سنبھلنے والے

پاؤں تھکنے دو تھکے آبلے پڑنے دو پڑے
سر کے بل ہم رہِ طیبہ میں ہیں چلنے والے

اب تو مر کر بھی ترے در سے نہیں جانے کے
لاکھ ٹلجائے زمیں ہم نہیں ٹلنے والے

ہجر میں کیوں جلد تڑپیں طفلِ سرشک
لختِ دل لختِ جگر کھا کے ہیں پلنے والے

ایک وہ ہیں جنھیں دامانِ نبی ہاتھ آیا
ایک ہم ہیں کفِ افسوس کے ملنے والے

ہے جو روضے سے نکلنا تو نکل بھی آؤ
دل سے ارمان نکلجا ہیں نکلنے والے

یا نبی اب کسی پہلو نہیں اک لحظہ قرار
پیش ابر ہیں ہم تھکے پہلو کے بدلنے والے

چل گئے جال مقرب ہوئے جبرئیل امیں
درِ اقدس پہ ہیں دن رات ٹہلنے والے

نظر آتا وہ کہ لیتا ہی سنبھالا یہ مریض
نظر آتے نہیں کچھ طور سنبھلنے والے

ہم بتا دیں گے ذرا بڑھنے تو دو جوشِ تپش
چل کھڑے ہوتے ہیں یوں ضعف میں چلنے والے

وحشتِ طیبہ پہ جو مرتے ہیں وہ جیتے ہی رہیں
کہ نہیں خلد میں دل ان کے بہلنے والے

لغزشیں لاکھ ہوں لیکن ہے مناسب تو یہ
کہ سنبھل جاتے ہیں گر کر بھی سنبھلنے والے

عشق کے فیض سے ہیں سینے میں ابھی کیا کم
ہوں جو حافظ مرے ارمان نکلنے والے

ہم سے اخفائے غمِ عشق کہاں ہوتا ہے
دل میں ہوتا ہے نہاں رخ سے عیاں ہوتا ہے

ہجر میں لاکھ تڑپیں تو کریں کیا عاشق
دل کو سمجھائیں مگر دل ہی کہاں ہوتا ہے

ہند میں بیٹھے جو رہتا ہے مدینے کا خیال
جان ہوتی ہے وہاں جسم یہاں ہوتا ہے

دیکھ کر آتشِ بے دودِ لبِ لعلِ نبی
آہ ہوتی ہے لبوں پر نہ دھواں ہوتا ہے

صورتِ قمریِ نالہ مرے قابو کا نہیں
کچھ کہو مجھ سے کہیں ضبطِ فغاں ہوتا ہے

خلشِ دل سے جو یاد آتی ہیں مژگانِ رسول
نوکِ مژگاں کا سبق نوکِ زباں ہوتا ہے

لامکاں میں انھیں دیکھا تو ملائک نے کہا
نہ مکیں ہوتے ہیں ایسے نہ مکاں ہوتا ہے

اشکِ حسرت کا مرے قافلہ کرتا ہے سفر
کارواں جب کوئی طیبہ کو رواں ہوتا ہے

ذرا دیکھو کہ دمِ بانگ و نماز و کلمہ
نامِ حق نامِ نبی ساتھ بیاں ہوتا ہے

تو گرفتار ہوں جا کر ادبِ عشق کو کیا
ایک مدت میں بشر قاعدہ داں ہوتا ہے

وہ تپش دل کی حضوری میں کہاں ہے لیکن
دردِ الفت ہی تمہی ہو جسکو یاں ہوتا ہے

مہرباں ہو گئے ہی پوچھ لو حافظ سے کبھی
کیوں ہے بیتاب ترے درد کہاں ہوتا ہے

فلک حضرت کا سودائی ہوا ہے
زمیں کے گرد چکر کاٹتا ہے

کیا بابِ جہنم آپ نے بند
مری قسمت کا دروازہ کھلا ہے

شبِ معراج کہتے تھے ملائک
ستارہ عرش کا چمکا ہوا ہے

جہاں جاتے جلیں جبریل کے پر
وہ اک پامال تیرا راستا ہے

ترے اخلاق نے ای نورِ یزداں
ہر اک ناری کو ٹھنڈا کر دیا ہے

ختم ہیچ رہِ طیبہ کا کیا خوف
یہی جنت کا سیدھا راستا ہے

غمِ نشہ میں گرائے جس نے آنسو
دُرِ مقصد سے دامن بھر لیا ہے

عیاں ہے شانِ ستاری خدا کی
مگر آنکھوں پہ پردہ پڑ گیا ہے

تمہارے دین میں مرنا ہے منظور
اسی خاطر سے جیتا جی رہا ہے

کمر بارِ گنہ سے ٹوٹ جاتی
مگر امت کو تکیہ آپ کا ہے

رہِ طیبہ میں سر جائے بلا سے
ہمیں تو سر سے رشتہ کاٹنا ہے

قطعہ

بہت تھے میکشوں کے دور دورے
بہت گردش میں جامِ مے رہا ہے

ہوئے جاری جو احکامِ شریعت
تو اب وہ رنگ ہی بدلا ہوا ہے

جو پہنے تھے سیہ مستی میں لعل
سیہ بختی سے اُنکا سامنا ہے

نرا شوقی ہے کس کی بزم میں
کہ مستوں کا نشہ اُترا ہوا ہے

شکست اس نے یہ دی ہے میکدے کو
کہ جامِ بادہ میں خط پڑ گیا ہے

گلے میں پوتلوں کا رک گیا دم
پیالوں کا پیالہ بھر گیا ہے

نہیں مینا میں یہ قلقل کی آواز
لگی ہیں ہچکیاں دم ٹوٹتا ہے

حلال اب ہو گئی خونریزی گل
صراحی کا گلا پکڑا گیا ہے

نہیں چلتا جو سودا اپنے گھر گل
خم تو خشت سے سر پھوٹتا ہے

بہا پانی سے تو کوسکے پانی
عجب طوفان سا طوفان اٹھا ہے

کہاں کی ہے کہاں کی کشتی مے
جہاز بادہ نوشاں ڈوبتا ہے

نہ بھولونگا کبھی قرآن حافظ
کہ وہ محشر میں بھی حافظ مرا ہے

عشق حضرت کی چھری دلپہ جو چلجاتی ہے
بے ساختہ ایک آہ نکلجاتی ہے

نام مولے جو زباں پر مری آجاتا ہے
پیاسا سے آئی ہوئی ٹلجاتی ہے

راحت جان ہے تصور مژہ حضرت کا
پھانس سی دل سے ایک مروڑ کے نکلجاتی ہے

بیقراری کا بھلا ہو کہ وہ تنہائی میں
تیرے بیمار کی کروٹ تو بدلجاتی ہے

چشم بد دور وہ ہے آپ کے رونے کی صفا
کہ نظر بھی نہیں جمتی ہے پھسلجاتی ہے

کون در پردہ دکھاتا ہے تجلی یارب
برق بیتاب جو گر گر کے سنبھلجاتی ہے

چارہ جو کیا ہوں طبیبوں سے تمہارے بیمار
روح تو جسم سے پہلے ہی نکلجاتی ہے

ای صبا تجھکو ہے جانا تو مدینے جا تک
روز سنتا ہوں کہ اب جان ہی نکل جاتی ہے

خلوت دل میں وہ تشریف اگر لاتے ہیں
آرزو دل میں جو ہوتی ہے نکلجاتی ہے

مشغلہ نعت نویسی کا ہے خوب ای حافظ
وحشت آلودہ طبیعت تو بہلجاتی ہے

خمسہ بر غزل خود

آ ہی پہنچا مدینے میں مر کے
نکلے سجدوں سے حوصلے سر کے
گل چُنے روضۂ منور کے
پاؤں بوسے جو پائے سرور کے
نکلیں ارمان زندگی بھر کے

انبیا آرزو بہت رکھتے تھے
ہم بھی آخر خدا کے تھے بندے
ہوتے ہم امتِ محمدؐ سے
ہو گزرتے حضور سے پہلے
لیکن اچھے تھے ہم مقدر کے

دل ملا تھا جہاں میں یہ کب
اب خلل ڈالنا غضب ہی غضب
آج چمکا نصیب کا کوکب
پرسشِ حشر رہنے دے یارب
دیکھ لیں ہم نبی کو جی بھر کے

خود خدا طالب لقائے نبی
فرش تا عرش خاک پائے نبی
دونوں عالم ہیں مبتلائے نبی
روح روح الامیں فدائے نبی
ہیچ قربان آپ کے سر کے

آئے ہیں سُن کے آپ کی تعریف
تھک گئے ہیں [illegible] یہ ضعیف
چند بیمار و ناتوان و نحیف
کرو حجرے سے اک ذرا تکلیف
منتظر ہم کھڑے ہیں باہر کے

معجزہ دستِ پاک کا دیکھو
ہے قیامت جو عبرت اب بھی نہ ہو
لو شہادت کھلی کھلی سن لو
کافرو دیکھو سنگریزوں کو
دل تمہارے ہیں کیسے پتھر کے

پہنچے سدرے پہ جب نبیٔ جلیل
کی جو آگے کو آپ نے تعجیل
ساتھ تھے ایک حاملِ تنزیل
شبِ معراج کہتے تھے جبریل
ہوش اڑتے ہیں میرے شہپر کے

لاکھ آنکھیں دکھائے چرخ بریں — لاکھ فتنے ہوں اُٹھ کے بہر کیں
لاکھ بلائیں آسمان و زمیں — حشر تک بھی اُٹھائے اُٹھے نہیں
بیٹھنے والے آپ کے در کے

تضمین قطعہ

تم رسالت کے واسطے آئے — حق کے پیغام سب کو پہنچائے
ہائے کانٹے دھیان ہی لائے — تم نے راہِ خدا میں دکھ پائے
جھیلے صدمے زباں کے پتھر کے

تا ہے کفر و دین کا ہو ظہور — بت پرستی خدا کے گھر سے ہو دور
الغرض بے حد کوشش ہو فور — دین سے کعبے کو کیا معمور
کفر توڑا خدا خدا کر کے

گو رسولِ خدا نذیر بھی ہیں — رحمتِ خالقِ کبیر بھی ہیں
اپنی امت کے دستگیر بھی ہیں — ہیں نذیر آپ تو بشیر بھی ہیں
جیسے حافظ مری بلا ڈر کے

خمسہ دیگر

پڑا ہے عقل پہ غفلت کا پردا — کہ اتنا بھی نہ سمجھے یہ نہ سوچا
نہیں ہے زندگی کا کچھ بھروسا — قلیل عمرنا فی دار دنیا
و مرجعنا الی بیت التراب

یہ جتنے ہیں جوان و پیر و کم سن — بہت غافل الٰہی رہتے ہیں لیکن

اجل کا سامنا ہے رات اور دن — لہٗ مَلَکٌ یُّنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ

لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

نکل غفلت سے غافل ہوش میں آ — گرا گھر کو، بنا ساماں لحد کا
قیامت تک پڑا سوتا رہیگا — الا یا ساکنَ القصرِ المعلّٰی

سَتُدْفَنُ عَنْ قَرِیْبٍ فِی التُّرَابِ

ترجیع بند شعر سعدی شیرازی

کیا بات ہے حضور کی اے سرورِ انام — ہیں جتنی خوبیاں وہ ہوئیں آپ پر تمام
بھیجے وہ شوقِ دید کا خود آپ کو پیام — تھا جسکی جلوہ گاہ میں موسیٰ کا یہ کلام

دیدار می‌نمائی و پرہیز می‌کنی
بازارِ خویش و آتشِ ما تیز می‌کنی

بجلی کی طرح تمنے تو جلوہ دکھا دیا — پر ایک نظر کے دیکھنے میں کیا بھلا ہوا
ہاں یہ ہوا کہ شوق مرا ہو گیا سوا — آنکھیں جدا ہیں طالبِ دیدار دل جدا

دیدار می‌نمائی و پرہیز می‌کنی
بازارِ خویش و آتشِ ما تیز می‌کنی

اب میرے گھر جو آئے ہو پیشِ نظر رہو — لینے خبر جو آئے ہو پیشِ نظر رہو
ہاں رحم پر جو آئے ہو پیشِ نظر رہو — پیشِ نظر جو آئے ہو پیشِ نظر رہو

دیدار می‌نمائی و پرہیز می‌کنی
بازارِ خویش و آتشِ ما تیز می‌کنی

یہ کیا کیا کہ جلوہ دکھاتے ہی چھپ گئے — یہ کیا کیا کہ پردہ اٹھاتے ہی چھپ گئے

یہ کیا کیا کہ سامنے آتے ہی چھپ گئے
یہ کیا کیا کہ آنکھ ملاتے ہی چھپ گئے

دیدار مینائی و پرہیز مسکینی
بازار خویش و آتش ما تیز مسکینی

چپ بیٹھے بیٹھے آپکا بندھتا ہے جب خیال
ہوتا ہے اک نظارے کا اس پردے میں سوال
کرتا ہوں اس خیال میں کیا کیا میں قیل و قال
میں جھوٹ کیوں کہوں کہ دکھاتے نہیں جمال

دیدار مینائی و پرہیز مسکینی
بازار خویش و آتش ما تیز مسکینی

بجلی کی طرح تم ادھر آئے ادھر گئے
اور اسپر اضطراب کا الزام دھر گئے
بیٹھے تھے چین سے ہمیں بیتاب کر گئے
جلد آؤ تاب ضبط نہیں ہائے مر گئے

دیدار مینائی و پرہیز مسکینی
بازار خویش و آتش ما تیز مسکینی

نادیدہ عاشقوں کا تو کہنا ہی کیا حضور
تمنے ہزار بار دکھایا ہے جنکو نور
تم انکے گھر سے دور، تم انکی نظر سے دور
کہتے ہیں بار بار وہ ہم ہو گئے نا صبور

دیدار مینائی و پرہیز مسکینی
بازار خویش و آتش ما تیز مسکینی

مشتاقِ دید تھیں شبِ معراج آپ کی
پل مارتے میں آپ نے منزل یہ طے جو کی
روحیں کہیں کھڑی ہوئی حوریں کہیں کھڑی
ہے آج تک ہر ایک کے لب پر صدا یہی

دیدار مینائی و پرہیز مسکینی
بازار خویش و آتش ما تیز مسکینی

حافظ یہ اشتیاق نہ لیجائے زیر خاک
شیراز میں بنی ہوئی ہے اسکی قبر پاک
اس اشتیاق ہی میں تو سعدی ہوا ہلاک
آتی ہے آج تک یہی آواز دردناک

دیدار می‌نمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش آتش ما تیز میکنی

سلام

السّلام ای خاتم پیغمبراں
السّلام ای مبدأ ہر ابتدا
السّلام ای مفخر ام الکتاب
السّلام ای عاصیوں کے تکیہ گاہ
السّلام ای نامرادوں کے مراد
السّلام ای جلوۂ ایوانِ ہو
السّلام اللہ کا تجھ پر سلام
السّلام ای ہادیِ آوارگاں
السّلام ای درد و غم کی تو دوا
السّلام ای ماحیِ کفر و فجور
السّلام ای نور ذاتِ لم یزل
السّلام ای جلوہ گاہِ نور ذات
السّلام ای حق ترا رحمت سرا
ای کتابُ اللہ ترا وجہ وجیہ
بارگاہِ رب سے با صد احترام
السّلام اصحاب تیرے رکنِ دیں

السّلام ای سرفرازِ سروراں
السّلام ای منتہائے انتہا
السّلام ای شافعِ یوم الحساب
امتِ کمزور کے پشت و پناہ
السّلام ای خاصۂ ربّ العباد
مِنْكَ نُوحٌ وَّآدَمُ وَمَنْ دُونَهُ
ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم تا دوام
السّلام ای چارۂ بیچارگاں
السّلام ای ہر مرض کی تو شفا
السّلام ای شافیِ مَا فِي الصُّدُور
السّلام ای تو ہی تھا روزِ ازل
السّلام ذات تیری با صفات
مظہرِ دولت تری دولت سرا
ای نبوت تیری حق لَا رَيْبَ فِيهِ
صد درود و صد صلٰوۃ و صد سلام
رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِين

السلام اے تمکینِ لامکاں — قابَ قوسین ک ترا ادنیٰ مکاں

السلام اے عشرتِ جانِ حزیں — السَّلامُ اے رحمۃً للعالمین

اے گنہ کے دھونے والے السلام — درد وغم کے کھونے والے السلام

مرتبوں میں سب سے عالی السلام — بے سروں کے آپ والی السلام

السلام اے شافعِ روزِ قیام — السلام اے قاسمِ دارُ السَّلام

پار مجھ سے سب کا بیڑا السلام — تیرے سر محشر میں سہرا السلام

حلق مجھ سے پیاسوں کے تر السلام — ہاتھ تیرے جامِ کوثر السلام

السلام اے غایتِ مقصودِ حق — السلام اے حامد و محمودِ حق

غمگسار امت کے تم ہو السلام — السلام اے امتی گو السلام

السلام اے پرتوِ نورِ خدا — السلام اے آپ کا سایہ نتھا

تارکِ اورنگِ شاہی السلام — قائلِ الفقر فخری السَّلام

کیا ملک کیا حور کیا جن کیا بشر — ہیں سلامی آپ کے شام و سحر

کلمہ گو ہے سب زمانا آپ کا — میں بھی ہوں اک نام لیوا آپ کا

دیدنی ہے میرا احوالِ تباہ — مجھ پہ بھی ہو اک توجہ کی نگاہ

کچھ بگاڑ اس میں نہیں سرکار کا — کام بن جائے گا اک بیمار کا

آپ کا کہتے ہیں سب بندا مجھے — آبرو رکھ لو مری مولے مرے

درد دل ہے درپئے جاں المدد — کچھ نہیں ملتا ہے درماں المدد

کوئی بیکس کا نہیں فریادرس — بیکسوں کے ہو تمہیں فریادرس

دکھ سہا ہے دل اَغِثنی یا رسول — سخت ہے مشکل اَغِثنی یا رسول

آفتوں میں مبتلا ہوں الغیاث — مشکلوں میں پھنس گیا ہوں الغیاث

اپنے قابو تک نہیں روتا نہیں — ضبط کرتا ہوں، مگر ہوتا نہیں

اشکباری فتنہ گر ہی اَلْغِیَاث
گو محبت پردہ پوشی کا ہی نام
کیا کروں دل کی لگی چھپتی نہیں
آپ ہی سے کچھ مداوا ہو تو ہو
ورنہ میں تو دھو چکا جینے سے ہاتھ
ہاے دل اس سخت مشکل میں رہے
کچھ بڑی سی آرزو میری نتھی
واے ناکامی کہ وہ بھی ہاے ہاے
مرتے مرتے بھی وہی ارمان ہی
یا نبی تمکو خدا کے واسطے
حافظ بیدل سزاے رحم ہی
ہیں مشرف سیکڑوں دربار میں
ہاں یہ سچ ہی انکی قسمت ہی رسا
کوئی دولتمند ہی زردار ہی
کوئی صائم کوئی پابندِ نماز
ہی یہاں دولت نہ سرمایہ نہ زر
ہی نہ کچھ تقوے نہ کچھ حسنِ عمل
اور جولے دیکھے ہی ہو بجی تمام
نذر کرد ونگا وہی پیشِ جناب
اَلصَّلوٰۃ اے انتخابِ انبیا
اَلصَّلوٰۃ اے راکبِ پشتِ براق

بیقراری پردہ در ہی اَلْغِیَاث
شرطِ الفت پردہ پوشی کا ہی نام
زردرنگت چہرے کی چھپتی نہیں
آپ ہی سے اسکا چارہ ہو تو ہو
ہاے مرنا اور محرومی کے ساتھ
ہاے دل کی آرزو دل میں رہے
تھی ذرا سی آرزو دیدار کی
عمر بھر دل سے نہ نکلی ہاے ہاے
آپ کو اب بھی بہت آسان ہی
جلد بلوا لو خدا کے واسطے
حالتِ مشکل سزاے رحم ہی
کیا کمی ہی آپ کی سرکار میں
ہیں تہیدست و گدا و بینوا
کوئی زاہد کوئی نیکوکار ہی
کوئی حج و عمرہ پر کرتا ہی ناز
اور نہ طاقت ہی نہ کچھ زادِ سفر
اور نہ کچھ ہمت نہ کچھ قوت نہ بل
دو ہیں تحفے اک درود اور اک سلام
مدعاے دل سے ہونگا کامیاب
اَلسَّلام اے فتحِ بابِ انبیا
اَلسَّلام اے قامعِ کفر و نفاق

۱۳۴۰ھ

الصلوٰۃ ای شان قہار و رحیم
السلام ای قاسم نار و نعیم

الصلوٰۃ ای مصطفیٰ روحی فداک
السلام ای مجتبیٰ روحی فداک

ہے یہ کہتے کہتے میرا اختتام
السلام ای عین ایماں السلام

سلام

سلام اسکو جو دریا پہ تشنہ کام رہا
سلام اُسکو شہیدوں کا جو امام رہا

درونِ خیمہ سے تھے پر سوز آہ کے شعلے
برونِ خیمہ جلانے کا اہتمام رہا

تمھارے آنے سے ہوگی مجھے شفا بابا
لبوں پہ فاطمہ صغریٰ کے یہ کلام رہا

کیا اُسے بھی تو سیراب آبِ پیکاں سے
پدر کی گود میں اصغر جو تشنہ کام رہا

نہ دیکھا ماں نے نہ بہنوں نے بیاہ قاسم کا
جو دل میں شوق تھا ہے ہے وہ ناتمام رہا

قطعہ ۲ شعر

غلام حر نے یہ کی عرض شہ سے یا مولیٰ
نہ حر نہ بھائی نہ بیٹے کا اسکے نام رہا

فدا وہ ہوگئے تینوں بس ایک اب تنہا
نثار آپ پہ ہونے کو یہ غلام رہا

امام رہ گئے تنہا اور اشقیا کا گروہ
اکیلی جان پہ لاکھوں کا ازدحام رہا

یہ کسکا پڑھتے ہو کلمہ ہیں کون ہوں اُن کا
یہ کلمہ گویوں سے شہزادے کا کلام رہا

غضب کہ سنگدلوں نے لہولہان کیا
لبِ رسول کے بوسے کا جو مقام رہا

گرا کے پشتِ فرس سے اُسے شہید کیا
ہمیشہ پشتِ نبی پر جسے قیام رہا

اُنھوں نے عترتِ معصومہ پہ نہ رحم کیا
نبی کو جن کی شفاعت کا اہتمام رہا

ہو جسکا باپ قیامت میں ساقیِ کوثر
لبِ فرات وہ صحرا میں تشنہ کام رہا

ہوی ہیں نعمتیں امت کو جسکے گھر سے حلال
انھیں کے گھر کے لیے آب و خور حرام رہا

عدوے دیں سمِ انعام سے کریں پامال
وہ آستانہ کہ جو مرجعِ انام رہا

کھلا پلا کے کریں خلق جانور کو حلال
گرسنہ تشنہ دمِ ذبح وہ امام رہا

اُسکے دوش پہ بیٹھے ہیں آج چڑھکے عدو
نبی کے دوش پہ کل تک جسے قیام رہا

اسیر شام میں تھے اہل بیت واویلا
یہاں ہجومِ الم انھیں جشن عام رہا

ملی شباب میں عابد کو شام کی ظلمت
گہن میں چودھویں شب وہ مہ تمام رہا

قطعہ تا ہفت شعر

عدوے سبطِ نبی کو خدا نے دی پاداش
کہیں برص کہیں سودا کہیں جذام رہا

کسیکو زخم ملا وہ کہ جسکا چارہ نہیں
ہزار طرح نہ جو پاے التیام رہا

جسے کہ مدِ نظر تھی حرم کی رسوائی
تمام عمر وہ رسواے خاص و عام رہا

نبی کا نام مٹانے کا جسنے کام کیا
نہ اُسکا نام رہا اور نہ اُسکا کام رہا

رہا نہ تخت نشیں اور رہا نہ تختِ عزوہ
نہ وہ مقیم رہا اور نہ وہ مقام رہا

مٹا وہ صفحۂ ہستی سے مثلِ حرفِ غلط
نہ دیکھنے کو کوئی دشمنِ امام رہا

شدائدِ فلکی سے چھپا جو زیرِ زمیں
عذاب گور میں بھی اُسکو تا دوام رہا

غمِ حسین کا بھی ہاے کیا ہے افسانہ
کہ ہر کسی نے کہا اور نا تمام رہا

سلامیوں میں ہے نام رجا وظفر اُسکے طفیل
جہاں میں جسکے سبب سیدوں کا نام رہا

رباعیات

کی ذاتِ احد نے ذات تیری یکتا
تجھسا نہیں دوسرا وحیدِ دوسرا
اس سے نہیں کم نہ زیادہ رتبہ تیرا
اللہ سے کم، اُسکے سوا سب سے سوا

ایضاً

مشہور جو کر دیا ہے سایا سایا
سایہ ہی نہیں نام ہے کسکا سایا
تم جلوہ گر اور سایہ ہی نظروں سے نہاں
تم نور ہو اور یہی تمھارا سایا

ایضاً

وہ رحمت ہوا رہ جناب والا
وہ برق وشی صلِ علیٰ صلِ علیٰ
کس گرم روی سے عرش تک ہو آئے
فرش راحت نہ ہونے پایا ٹھنڈا

ایضاً

کیا نام تباہی نے مٹایا میرا
کیا حال بگاڑ نے بنایا میرا
اس مرتبہ ضعف نے کیا پست مجھے
ہے مجھسے گردوں بلند سایا میرا

ایضاً

کیا فائدہ کچھ کسیکو کہنا سُننا
ہے بے ہنری عیب کسیکا سُننا
محفوظ ہیں غیبتوں سے ہم اے حافظ
کچھ مصلحتِ خدا ہے اونچا سُننا

ایضاً

یاں تھی وہ شبِ شباب کی کیفیت
یا خوابِ فراموش ہے خوابِ غفلت
سوتے تھے پڑے کہ صبحِ پیری آئی
ٹھنڈے ٹھنڈے ہوئی جوانی رخصت

ایضاً

[illegible]

ہوئی ہے سخن پہ اسکو ردلوں کیونکر
جب بول گیا ہو نطق بولوں کیونکر
لب بند ہیں، خامشی کا سکہ بیٹھا
کھلتا نہیں منہ، زبان کھولوں کیونکر

ایضاً

کر یادِ خدا ذرا، خدا سے غافل
فرصوں کو نکر قضا، قضا سے غافل
مُردوں سے نہ شرطِ بد کے سوا ای زندے
مرنا ہے، نہو روزِ جزا سے غافل

ایضاً

کیا وقر ہے کیا شان ہے کیا شوکتِ دیں
تھرا گئے کفر کے مکان اور مکین
یہ رعب چڑھا کہ ہل گیا سب مکہ
یہ بوجھ پڑا کہ ٹل گئی نافِ زمیں

ایضاً

یا نازِ نبی سے پرورش پائے حسینؑ
یا دیدۂ فاطمہؓ میں ہو جائے حسینؑ
یا وادیِ کربلا میں بے یار و دیار
بھوکا پیاسا شہید ہو جائے حسینؑ

ایضاً

پہلے تو غمِ مرگِ حسن کھائے حسینؑ
پھر پائے شہادت نہ کفن پائے حسینؑ
کیا دونوں زبانوں سے ہے صرفِ ماتم
کہتا ہے قلم ہائے حسن ہائے حسینؑ

ایضاً

ای آلِ نبیؐ و نورِ چشمِ حسنینؑ
ہوں فکر و تردد سے نہایت بیچین
فریاد پہنچتی ہے مری تا بفلک
پہنچو مری فریاد کو غوث الثقلین

ایضاً

پرکھو نہ مجھے سکہ جاری ہوں میں
اور نقدِ روان خوش عیاری ہوں میں
کھوٹے مجھے کہتے ہیں جو کھوٹا تو کہیں
ہوں سب سے کھرا کہ چار یاری ہوں میں

ایضاً

اُس گل کی ہے بو بادِ صبا لانیکو | ہے صحنِ گلستاں پہ و بلبل آنیکو
دیکھینگے تو سمجھینگے جوانانِ چمن | ہے سب سے اُسیکا قدِ بالا نیکو

ایضاً

توبہ کی نہ طاعت کی، الٰہی توبہ | کچھ حد نہیں غفلت کی، الٰہی توبہ
غافل ہوں قیامت سے، قیامت یہ ہے | غفلت ہے قیامت کی الٰہی توبہ

ایضاً

یارب ہوں گنہگار توبہ توبہ | ہوں نادم و شرمسار توبہ توبہ
توبہ ہے کہ اب کبھی نہ توبہ توڑوں | توبہ توبہ ہزار توبہ توبہ

ایضاً

وہ تو ہے خدا خود ہی خدا کا سایہ | سایہ کا کسی نے بھی نہ دیکھا سایہ
خورشید نے بھی شمع جلا کر ڈھونڈا | اُس ظلِ الٰہی کا نہ پایا سایہ

ایضاً

بسمل ہوتا ہوں عشق میں بسم اللہ | اور جان سے جاتا ہوں میں انا للہ
اُس عمر کے واسطے کعبے کی سوگند | اللہ نے خود کھائی ہے واللہ باللہ

ایضاً

بیشک ہے علی کا نام نامِ اللہ | باتیں ہیں آپ کی کلامِ اللہ
ثابت ہے والشمس [illegible] | دونوں کہتے ہیں دونوں لام اللہ

ایضاً

ہر دم ہے خدا کا نام زباں پہ جاری | کب تک نہ تھکے ایک زبان بیچاری
ہر موئے بدن کا حق زبان ہو جائے | باری باری کہے وہ باری باری

ایضاً

وحشت میں بھی کوئی ساتھ دے رہتا ہے
ابر رحمت سایہ کیے رہتا ہے
سایہ نہیں جس قد کا اُس قد کا خیال
سایے کی طرح ساتھ مرے رہتا ہے

ایضاً

عیش و طرب و نغمہ و ساقی، فانی
درد و مرض و صحت و چاقی، فانی
مخلوق میں کوئی نہ رہیگا باقی
خالق باقی ہے، اور باقی فانی

ایضاً

ہے موت عزیزوں سے چھڑانے والی
ارمان کو خاک میں ملانے والی
جو دم آتا ہے یہ خبر دیتا ہے
آنے والی ہے موت، آنے والی

ایضاً

اعضا سے وفا پائینگے چلتے پھرتے
موت آئیگی مر جائینگے چلتے پھرتے
تم دیکھ رہے ہو پھرتے چلتے جنکو
اک دن وہ نظر آئینگے چلتے پھرتے

ایضاً

عمر اپنی سرشک خون بہاتے گزری
تقدیر کے لکھے کو مٹاتے گزری
رکھا نہ دعا پر کبھی تاثیر نے ہاتھ
اک عمر دعا کو ہاتھ اُٹھاتے گزری

ایضاً

احباب کو دُکھ درد سُناتے گزری
بگڑا ہوا احوال بتاتے گزری
قسمت نے بٹھا دیے مرے ویہ دل
بیٹھے بیٹھے ستم اُٹھاتے گزری

ایضاً

سامان سفر ہی کا بناتے گزری
اور آنکھ اجل ہی سے لڑاتے گزری
دنیا میں ادھر آئے اُدھر کوچ کیا
آتے گزری نہ دیر جاتے گزری

ایضاً

جائیگا نہ جیتے جی یہ سوزِ جگری	بیفائدہ ہی علاج کی دردِ سری
بیمار وہ ہوں کہ ہی دوا میری قضا	ہوں ای دمِ عیسوی چراغِ سحری

دفترِ حقیقت تمام ہوا
۱۳۰۲ھ

تضمین

۱۳۰۰ھ

غلاموں کا ہے ازبس حال ابتر
ہوئے ہیں ہجر میں مُردوں سے بدتر
تڑپتے ہیں سسکتے ہیں یہ مضطر
بلالو اپنے روضے پہ بُلا کر

ز مہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم

مرے عصیاں کا شہرہ قاف تا قاف
یہ مانا میں نہیں شایانِ الطاف
نہ کچھ ظاہر نہ کچھ باطن مرا صاف
مگر سنتا ہوں میں حضرت کے اوصاف

نہ آخر رحمۃ للعالمینی
ز محروماں چرا فارغ نشینی

اگر بیدار ہو میرا مقدّر
پریشاں ہو برہنہ پا کھلے سر
مدینے تک رسائی ہو میسّر
پکاروں روضۂ اقدس پہ جا کر

ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

اُدھر نورِ صبا کا ہو بندھا تار
غرض روضے کے اندر جب ملے بار
اِدھر لبّیک کی لب پر ہو تکرار
کروں اس طرح عرضِ شوقِ دیدار

بروں آور سر از بُردِ یمانی
کہ روئے تست صبحِ زندگانی

فغانِ شعلہ زا کی کوئی حد بھی
شبِ غم کی گھٹا کی کوئی حد بھی
رہوں کب تک میں شاکی کوئی حد بھی
ہے اس کالی بلا کی کوئی

شبِ اندوہ مارا روز گرداں
زرویت روزِ ما فیروز گرداں

کہیں کب تک شبِ غم کا فسانہ
رہے مشتاق کب تک اک زمانہ

دکھاتا ہی جو شانِ دلبرانہ
ملو خوشبو کرو بالوں میں شانہ

بتن در پوش عنبر بوے جامہ
بسر بر بند کافوری عمامہ

جو دنیا میں تمھارا سایہ ہوتا
تو ہم کرلیتے آنکھوں کا سویدا

مگر حکمت خدا کی ہی کریں کیا
تمھیں سے التجا کرتے ہیں مو لے

فرود آویز از سر گیسواں را
فگن سایہ بپا سروِ رواں را

کھڑے ہو جب نرالی دھج سے باندھے
عمامہ سر سے اور پٹکا کمر سے

کہے سبحان اللہ جو تمکو دیکھے
خرامِ ناز کی جس وقت ٹھہرے

ادیمِ طائفی نعلین پا کن
شراک از رشتۂ جانہائے ما کن

پھر اتنے میں مچے اک شور در پر
کہ سنکر سیّد والا ہوں مضطر

اشارہ ہو کہ دیکھے کوئی جاکر
کوئی خادم خبر دے یہ کہ باہر

جہانے دیدہ کردہ فرش راہند
چو فرش اقبال پا بوس تو خواہند

یہ کہتے ہیں کہ بیتابی نے مارا
نہیں ہی دل کو مہجوری کا یارا

نہ ترساؤ نہ ترساؤ خدارا
کرو تکلیف اب اتنی گوارا

نہ حجرہ پاے در صحنِ حرم نہ

بفرق خاک رہ بوساں قدم نہ

خبر لو بے نشانوں کی خبر لو
خبر لو خستہ جانوں کی خبر لو

خبر لو نوحہ خوانوں کی خبر لو
خبر لو ناتوانوں کی خبر لو

بدہ دستی ز پا افتادگاں را
بکن دلداریے دلدادگاں را

پہنچ سکیں ہوں پر آمد خود بدولت
اشارہ ہو کہ بولو کیا ہی حاجت

اور آئے جوش پر دریائے رحمت
کریں ہم عرض یا ختم رسالت

اگرچہ غرق دریائے گناہیم
فتادہ خشک لب بر خاک راہیم

ندامت ہی ہمیں اپنے کیے پر
جبھی تو آئے اتنی دور چلکر

ہی دامنگیر شرم دامن تر
پیادہ دھوپ میں پیاسے کھلے سر

تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے
کنی بر حال لب خشکاں نگاہے

برائی کو تو ہم سمجھے برائی
ہوئی آخر نہ کچھ عہدہ برائی

بہت کی نفس کافر سے لڑائی
سر میداں شکست فاش کھائی

بخود درماندہ ام از نفس خود رای
ببیں درماندہ چندیں بخشائی

غلاموں کی مدد فرماؤ مولے
ہزیمت خوردہ لشکر کر سکے کیا

کہ لیلیں اپنے دشمن سے وہ بدلا
سہارا ڈھونڈتے ہیں سب تمھارا

اگر ہنود زلطف تو دستیارے
زدست ما نیاید ہیچ کارے

شکایت کیا کریں، اپنی ہی تقدیر
کہ مدت میں اب جاگی ہی تقدیر

ہمیں در در لیے پھرتی ہی تقدیر
کہ ہمکو آپ تک لائی ہی تقدیر

قضا ے افگند از راہ مارا
خدا را از خدا درخواہ مارا

یہاں تو خیر جو گزری وہ گزری
جہاں ہو گی بلند آواز نفسی

ہمیں تو فکر رہتی ہی وہاں کی
سفارش حق سے فرمادو ہماری

چو ہول روز رستا خیز خیزد
ہا تش آبروے ما نریزد

گزر ہو جب سر میزاں ہمارا
بڑھے جب نفع سے نقصاں ہمارا

کھلے جب دفتر عصیاں ہمارا
بدن ہو خوف سے لرزاں ہمارا

گنہ با این ہمہ گمراہی ما
ترا اذن شفاعت خواہی ما

نہو جب کچھ امید رستگاری
پسینا قد آدم جب ہو جاری

نہ دے کچھ فائدہ جب آہ وزاری
کریں سب آپ کی امیدواری

چو چوگاں سر افگندہ آوری روے
بمیدان شفاعت اسپ گوے

وہیں ہوں آل و اصحاب مکرم
وہیں ہوں فضل رحمٰن معظم

وہیں ہوں قطب عالم غوث اعظم
وہیں ہو یاد حافظ کی بھی جس دم

بحسن اہتمام کار جامی
طفیل دیگراں یابد تمامی

تمت

نغمۂ درد

۱۳۰۳ھ

قصۂ عبداللہ عرف ابوشحمہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدائی میں یارب خدائی تری — ہے تو کبریا کبریائی تری

تری ابتدا اور تری انتہا — ہے نے مبتدا اور نے منتہا

شنیدن ہے بے گوش، بے چشم دید — جدا سب سے ہے تری دید و شنید

مقرر جگہ کوئی تیری نہیں — کہ ہے سب کہیں اور کہیں بھی نہیں

تری بات بے صوت اور بے زباں — تری ذات بے عیب اور بے زیاں

تجھے نامناسب ہے نازِ نیاز — تجھے بے نیازی پہ زیبا ہے ناز

ترا اقتدار اور ترا اختیار — ترے ہوں مخالف اگر سو ہزار

قضا میں خلل آئے، امکان کیا — ترا حکم ٹل جائے، امکان کیا

شب و روز کو تو نے پیدا کیا — سفید و سیہ کو ہویدا کیا

دیا تو نے شمعِ ہدایت کو نور — کیا نور سے تو نے ظلمت کو دور

جو بندے تھے تاریکیوں میں پڑے — تھے بیٹھے کے بیٹھے کھڑے کے کھڑے

نکلنا انھیں سخت دشوار تھا — مگر فضل تیرا مددگار تھا

انھیں راست بتلادیا راستا — رسولوں کو لیکن کیا واسطا

رسالت ملی یوں تو ہر ایک کو — فضیلت ہے پر ایک پر ایک کو

مگر سب میں ہی ایک افضل وہ کون — وہ ختم الرسل سرور ہر دو کون
وہ تیرا مقرب وہ تیرا قریب — وہ محبوب تیرا وہ تیرا حبیب
غریبوں کا اور مفلسوں کا شفیق — یتیموں کا اور بیکسوں کا رفیق
کیا شرک سے اس نے عالم کو پاک — کیا مشرکان لعیں کو ہلاک
ظفر تو نے ہر جنگ میں دی اسے — مدد غیب سے تو نے بھیجی اسے
سنائی بشارت عجیب و غریب — کہ نصر من اللہ و فتح قریب
دیے تو نے اصحاب و انصار اسے — معین اور مددگار اور یار اسے
ہر اک نیک تھے وہ ہوے فتح باب — ہر اک کام میں وہ ہوے کامیاب
نہ لڑنے سے عاری نہ مرنے سے عار — نبی پر وہ تھے جان و دل سے نثار
نہ آپس میں کینہ نہ بغض و نفاق — نبی سے وہ کہتے تھے بالاتفاق
کہ یہ جان اور مال کیا مال ہی — تصدق ہی جان اور فدا مال ہی
ہر اک عاشق روے پاک نبی — ہر اک خوگر خوے پاک نبی
ہر اک تابع حکم رب قدیر — شریعت کا ہر ایک فرماں پذیر
مفصل لکھوں حال سب کا اگر — بہت طول ہو جاے یہ مختصر
جو لکھتا ہوں اک حال عبرت فزا — نمونہ ہی ان سب کے برتاؤ کا

آغاز قصہ

سنو دل سے یہ قصہ معتبر — کہ کرتا ہی مومن کے دل پر اثر
در عہد حضرت جناب عمر — سر پر خلافت پہ تھے جلوہ گر
شریعت کے احکام سے کام تھا — ترقی اسلام سے کام تھا
عجب تھی پرکھ اور عقل رسا — کہ کھوٹا جدا تھا کھرا تھا جدا

وہ نے لاگ میزانِ انصاف تھی
کوئی سربلند آئے یا کوئی پست
ہو نوکر کوئی یا ہو آقا کوئی
رعیت ہو یا شاہِ کشور کشا
ہو شہیار یا کہ باج و خراج ہو
وہ ہو دوست یا دشمنِ کینہ ور
ملے ایک ہی صف میں اُن سب کو جا
رواں چشمۂ عدل و انصاف صاف
ابو شحمہ ایک اُن کے فرزند تھے
دیا تھا اُنھیں حق نے الحان خوب
صحابہ کا بعد از رسولِ خدا
تو سب اُن سے کہکے پڑھواتے تھے
قضارا ابو شحمہ نوجوان
جگر باپ کا غم سے پھٹنے لگا
کلیجے میں درد اور دل بیقرار
طفیلِ محمد شفا دے اِسے
یہ پھر نذر مانی کہ دے بے نیاز
تو رکھو نگا روزے میں اک ماہ کے
ہوئی فضلِ باری سے حاصل شفا
ابو شحمہ جب ہو گئے تندرست
گئے روضۂ شاہِ لولاک پر

سیاست، رعایت تھی ہمی اور ملی
زبردست ہو یا کوئی زیر دست
ہو بندہ کوئی یا ہو مولا کوئی
ہو محکوم یا کوئی فرماں روا
ہو محتاج یا صاحبِ تاج ہو
وہ ہو غیر یا کوئی لختِ جگر
شریعت کی رسّی تھی سب کا گلا
یہی سب سے برتاؤ تھا صاف صاف
نہایت حسین اور دلبند تھے
قرأت سے پڑھتے تھے قرآن خوب
جو قرآن سننے کو جی چاہتا
عجب لطف اصلہ بیں پاتے تھے
ہوئے سخت بیمار اور ناتواں
مصیبت میں ہر روز کٹنے لگا
دعا کی کہ اے پاک پروردگار
اسیرِ الم ہے چھڑا دے اسے
کہ اسکو شفا دے اگر بے نیاز
فقط واسطے اپنے اللہ کے
تو کی نذر حضرت عمرؓ نے ادا
صحیح و توانا و چالاک و چست
یہ وہی شہرہاں ہر کسی کو خبر

جسے آج قرآن سننا ہو، آ سے
ہوے جمع روضے پہ سب خاص و عام
ابو شحمہ نے کی قرارت شروع
وہ پڑھنا وہاں جس کسی نے سنا
ہوا کچھ ایسا دلوں پر اثر
کسیکو بھی دل پر نہ تھا اختیار
خطاؤں سے اپنی خجل تھا کوئی
ابو شحمہ کو جب فراغت ہوئی
چلے گھر کو اور پہنچے گھر کے قریب
وہ بولا کہ ہو لاغر و زار تم
گئے آج تم روضۂ پاک پر
یونہیں روز اگر جاؤگے آؤگے
ہی بہتر تمھارے لیے اک صلاح
کہا کہدے جو تونے سوچی ہی بات
دیا اُنکو مردود نے یہ جواب
کہ افسردگی ساری ہو جائے دور
نکھر جائے رنگت بدن ہو قوی
ابو شحمہ بولے خدا کی پناہ
مسلمان ہوں کلمہ پڑھتا ہوں میں
اگر باپ سے اپنے کہدوں یہ حال
یہ سنتے ہی دل اُسکا تھرّا گیا

جسے آج الحان سننا ہو، آ سے
ہوا گرد ابو شحمہ کے ازدحام
ہوی خلق بہرِ سماعت رجوع
کہا مرحبا مرحبا مرحبا
ہوا غالب اس درجہ خوف و خطر
نہ تھا کوئی بھی جو نہ تھا اشکبار
گناہوں سے کرتا تھا توبہ کوئی
تو حاصل صحابہ سے رخصت ہوی
ملا راہ میں اک یہودی طبیب
اُٹھے ہوا بھی پڑگے بیمار تم
قرارت سے سب کو کیا نوحہ گر
تو پھر اُلٹے بیمار پڑ جاؤگے
اگر مان لوگے تو ہوگی فلاح
میں سمجھوں تو پہلے وہ کیسی ہی بات
پیو میرے گھر چلکے تھوڑی شراب
طبیعت کو فرحت ہو دل کو سرور
نہو عمر بھر یہ مرض پھر کبھی
کہ مومن سے صادر ہو ایسا گناہ
نبی کے خلیفہ کا بیٹا ہوں میں
خدا جانے کیا آئے مجھپر وبال
بہت عاجزی سے یہ کہنے لگا

کہ میں ہوں طبیب اے خجستہ صفات
بتاتا ہوں بہتر سمجھکر دوا
تو میں ڈالدونگا اک ایسی دوا
اِدھر اس نے بہکایا اس طرح سے
ابوشحمہ کو بھولی راہِ صواب
یہودی نے دیکھا نشا جب چڑھا
تو شیطان بہکانے کے واسطے
کہا طول ہوگا فنا نا ابھی
ذرا سیر صحرا کی کر آئیے
وہ مردود یوں کرکے مکر و دغا
لی باغ میں اک زن گلعذار
عجب ناز سے وہ زن دلستاں
وہ سونے سے چونکی تو پھر سو رہی
وہ حسن و جوانی وہ مستی کا جوش
بہم کچھ بھی خلوت میں پردہ نتھا
لکھوں اور آگے میں کیا ماجرا
ابوشحمہ کو ہوش جس دم ہوا
نشا جبکہ اُترا تو ہوش اُڑ گئے
پھر ان ہو گیا جبکہ سارا نشا
ہوئے سر جھکا کر بہت اشکبار
زباں پر تھی فریاد لب پر تھی آہ

تمھارے بھلے کو کہی تھی یہ بات
نشے کا اگر تمکو ہے و غدغا
کہ ہو فائدہ اور نہو کچھ نشا
اُدھر ڈالے ابلیس نے وسوسے
یہودی کے گھر جاکے پی لی شراب
نشے میں اُنھیں گھر سے باہر گیا
بلا بھیس میں اُن کو انسان کے
مناسب نہیں گھر کو جانا ابھی
اُتر جائے نشہ تو گھر جائیے
اُنھیں ساتھ اک باغ میں لیگیا
ابوشحمہ اُس سے ہوئے ہمکنار
اکیلی پڑی سو رہی تھی وہاں
جوان حسین پاکے چپ ہو رہی
نہ دنیا کی عزت نہ عقبےٰ کا ہوش
اگر تھا تو غفلت کا پردہ پڑا
غرض وہ ہوا جو کہ ہونا نہ تھا
ندامت سے کچھ اور عالم ہوا
گیا ہوش آیا تو ہوش اُڑ گئے
ہرن چوکڑی بھول کر رہ گیا
خجالت سے رونے لگے زار زار
یہ کہتے تھے رو رو کے اے بار الٰہ

یہ ناچیز بندہ گنہگار ہے
گنہگار کو اے خدا بخشدے
الٰہی کہوں کس سے تیرے سوا
لکنا تھا مجھکو، وہیں نے کیا
تجھے بخشدینے کا ہے آسرا
وگرنہ مرا کچھ ٹھکانا نہیں
کہا پھر یہ عورت سے بہر خدا
کہ شرمندہ و خوار و رسوا نہوں
یہ سمجھا کے اسکو گئے اپنے گھر
وہی دل میں خجلت وہی رنگ زرد
یہاں انکو دن رات رنج و محن
یہاں خونِ دل صرف آب و خورش
یہاں پردہ چشم در کار تھا
ہوئی اس طرح ایک مدت بسر
ہوا جب وہ ماہ شگفتہ عیاں
ڈری دل میں عورت کہ اب کیا کروں
بہت فکر و اندیشہ کرنے لگی
بہت سوچکر دل میں ٹھانی یہ بات
جہاں وعظ فرما رہے تھے عمر
کہا اس طرف دیکھیے یا عمرؓ
عمرؓ نے کہا صاف کہ ماجرا

خطا وار ہے اور خطا کار ہے
خطاوار کی تو خطا بخشدے
الٰہی کروں کس سے میں التجا
خطا کی خطا کی خطا کی خطا
بڑی ہے تری رحمت اے کردگار
ترے قہر کا کچھ ٹھکانا نہیں
نہ کہنا کسی سے بھی یہ ماجرا
سرافگندہ و زار و رسوا نہوں
مگر نیند آئی نہیں رات بھر
وہی لب پہ توبہ وہی آہ سرد
وہاں حاملہ ہو گئی تھی وہ زن
وہاں خون سے بچے کی پرورش
وہاں پردہ کھلنے کو تیار تھا
ہوا بعد مدت کے پیدا پسر
ہوا طشت از بام رازِ نہاں
خلائق سے کس طرح اخفا کروں
ملامت سے لوگوں کی ڈرنے لگی
خلیفہ سے جاکر کہوں واردات
یہ پہنچی وہاں ساتھ لیکر پسر
یہ بچہ ابو شحمہ کا ہے پسر
حلالی ہے یہ یا حرامی بتا

کہا، ہی حرامی حلالی نہیں
یہ سنتے ہی رنگ آپ کا اُڑ گیا
کہ سوگند کھالے گی اس بات پر
یہ سنتے ہی آپ اُٹھکے گھر کو گئے
غضبناک دیکھا جو منہ باپ کا
کہا ڈرتے ڈرتے کہ روحی فداک
کہا جلد کھالے ہی کھانا اگر
ابو شحمہ نے عرض کی وجہ کیا
کہ اُس روز تو روضہ پاک سے
ابو شحمہ نے یوں کہا ماجرا
مرے ساتھ کوئی نہ تھا راہ میں
سرِ راہ سے وہ نزر راہ دغا
مجھے پُر دغا نے پلائی شراب
نشا جب ہوا میں گیا باغ میں
مجھے نفس وشیطان نے بہکا دیا
پھر اُس روز سے توبہ کرتا ہوں میں
یہ سنتے ہی آیا عمرؓ کو جلال
یوہیں صورت خوج و سرکشاں
کہا تو ہوا حکم حق سے کفر
یہ قرآن میں حق نے فرما دیا
کہا دل سے راضی ہوں ہر حکم پر
مگر اس میں تقصیر میری نہیں
سوال اُس سے پھر آپ نے یہ کیا
وہ بولی کہ سچ بات پر کیا ہی ڈر
ابو شحمہ کھانا وہاں کھاتے تھے
بدن خوف سے تھرتھرانے لگا
سبب کیا ہی چہرہ ہی کیوں خشمناک
کہ ہی پیش عقبے کا جھگڑا سفر
جواب اُنکو حضرت عمرؓ نے دیا
گیا تھا کہاں سچ بتادے مجھے
کہ روضے سے میں اپنے گھر کو چلا
مجھے اک یہودی ملا راہ میں
مجھے اپنے ہمراہ گھر لے گیا
دوا کے بہانے پلائی شراب
ملی سوتی اک مہ لقا باغ میں
لیٹے میں بُرا کام میں نے کیا
عذاب جہنم سے ڈرتا ہوں میں
گھسیٹا پکڑ کر انھیں سر کے بال
لے آئے انھیں گھر سے باہر کشاں
ہوا نفس وشیطان کا فرماں پذیر
ہیں ہوتا زنا نے زنا کی سزا
مگر سامنے سب کے رسوا نکر

عمرؓ نے کہا یوں ہے حکمِ خدا
زنا کی سزا چاہیے برملا

خدا سے نہ آئی تجھے شرم جب
تو کرتا ہے کیوں خلق سے شرم اب

ڈرا جب نہ عقبےٰ کی تفضیح سے
تو کیا خوف دنیا کی تفضیح سے

ابو شحمہ سب سنکے چپ ہو رہے
بپاسِ ادب سُنکے چپ ہو رہے

انھیں لیچلے پھر پکڑ کر عمرؓ
غرض لائے مسجد کے دروازے پر

بہت شہر میں اسکا شہرہ ہوا
سنا جس نے وہ سُنکے سُن ہو گیا

جو تھی شہر میں خلق چھوٹی بڑی
محبت ابو شحمہ سے سبکو تھی

حضورِ عمرؓ آئے سب خاص و عام
یہ کی عرض رو رو کے بعد از سلام

کہ انکو سزا سے بچا دیجیے
ہمیں انکے بدلے سزا دیجیے

کہا میں ہوں محکوم حکمِ خدا
یہ ہے صاف مفہوم حکمِ خدا

جدا دو خطا کی خطاوار کو
سزا دو سزا انکے سزاوار کو

شریعت میں ہرگز نہیں ہے روا
عوض ایک کے دوسرے کو سزا

جو ہوتا یہ حکمِ خدا و رسول
تو میں آپ کرتا سزا کو قبول

کہا سب نے یہ ہے تھوڑی مدت کی بات
ہوئی ہے رسولِ خدا کی وفات

ابھی ہمکو بھولا نہیں ہے وہ غم
اُٹھانے لگے کیونکر یہ تازہ الم

غرض سب نے ہر چند کی التجا
عمرؓ نے سنا نا کسیکا کہا

ابو شحمہ تھے گلرخ و گلعذار
سراپا لطافت سراپا بہار

لطافت میں سارا بدن پھول سا
نزاکت میں سارا بدن پھول سا

لطافت تھی جتنی نزاکت بھری
نزاکت بھی اُتنی لطافت بھری

دیا آپ نے حکم جلاد کو
کہ سننا نہ تو اُسکی فریاد کو

بدن سے اُتار اُنکے کپڑے ابھی
لگانے لگے سو دُرّے پڑنے ابھی

کہا دُرّے کیونکر لگاؤں حضور / کہ ہو جائیگا جسم زخموں سے چُور

کہاں تازیانے کہاں یہ بدن / کہاں نوکِ خار اور کہاں یاسمن

نہوگی اِنھیں تاب حد کی کبھی / کہ حد سے نزاکت ہی گزری ہوی

نزاکت پہ انکی کریں رحم آپ / یہ فرزند ہیں، آپ ہیں انکے باپ

کہا کوئی ہو کچھ ہو تعمیل کر / نہیں دیر کا کام تعجیل کر

شریعت میں شاہ و رعایا ہی ایک / شریعت میں اپنا پرایا ہی ایک

شریعت میں مطلق رعایت نہیں / شریعت میں ناحق سیاست نہیں

رہی جب نہ کچھ تابِ چون و چرا / تو جلّاد کوڑے لگانے لگا

کہاں جسمِ نازک کہاں یہ عذاب / نہ آئی ابو شحمہ کو اسکی تاب

کئی کھانے پائے تھے کوڑے کڑے / کہ غش آگیا خاک پر گر پڑے

وہاں جس قدر تھے صغار و کبار / یہ دیکھا تو رونے لگے زار زار

خدا نے یہ انصاف کی داد دی / عمرؓ کو ندا آئی احسنت کی

جو فارغ ہوے اس سے حضرت عمر / ہوے مطمئن اور گئے اپنے گھر

دوگانہ پڑھا اور کہا شکر ہی / خداوندِ عالم ترا شکر ہی

فدا تیری تائید پر جان و دل / کہ بندے کو تو نے کیا مستقل

ابو شحمہ چندے رہے بیقرار
کہ زخموں سے تھا جسم نازک فگار
جراحت سے دُکھتا جو تھا بند بند
رہے ایک مدت بہت دردمند
رہا پھر نہ اُنکا اُن پر اثر
جو تھے زخم سب بھر گئے سربسر
قضا یا قضا آ گئی مر گئے
جہاں سے عدم کو سفر کر گئے

مقولہ مصنّف

حسیں ہو کوئی یا کوئی نازنیں
کسیکو قضا چھوڑنے کی نہیں
ہیں ایک ایک علت کے صد ہا علاج
کسی نے نپایا قضا کا علاج
فنا سے کسیکو بھی چارہ نہیں
بقا پر کسیکا اجارا نہیں
ہی فانی حیات اور فانی قضا
قضا کو بھی اک دن ہی آنی قضا

رجوع بقصّہ

وہ جب کر گئے اس جہاں سے سفر
تو کیا خواب میں دیکھتے ہیں عمر
کہ جنت میں داخل ہیں کرتے ہیں عیش
سب آرام حاصل ہیں کرتے ہیں عیش
نہ امروز کا غم نہ فردا کا غم
نہ دنیا کا غم ہی نہ عقبے کا غم

نہ غلماں غلامی سے اُن کی نفور — نہ حوروں کو خدمت میں اک دم قصور

لباسِ بہشتی ہی سر تا بپا — جواہر کا ہی تاج سر پر دھرا

جو نعمت ہی دنیا میں دور از قیاس — وہ موجود ہی بیقیاس اُنکے پاس

عجب شان ہی اور عجب کرّ و فر — سرِ تخت شاہانہ ہیں جلوہ گر

کیا دیکھتے ہی عمر کو سلام — کہا رحمتِ حق ہو تم پہ مدام

جہنّم سے تُونے بچایا مجھے — قیامت کے غم سے چھڑایا مجھے

یہاں ہر طرح کی ہی راحت نصیب — رسولِ خدا کی ہی خدمت نصیب

مری ماں کو پہنچا کے میرا سلام — مرا حال کہہ دیجیے گا تمام

دُعا

الٰہی طفیل اپنے محبوب کا — الٰہی طفیل اپنے مطلوب کا

بحقّ رفیقانِ پاکِ نبی — ابوبکرؓ فاروقؓ عثمانؓ علیؓ

حسنؓ اک جگر پارہ زہرا کا تھا — جگر جن سے پارہ پارہ ہوا

الٰہی طفیل اُس جگر پارہ کا — الٰہی طفیل اُس جگر پارہ کا

جگر بند زہرا حسینؓ علیؓ — وہ جانِ نبی نورِ عین علیؓ

غریب الدیار و غریب الوطن — اسیرِ محن، جلے وطن، بے کفن

گرفتارِ جورِ یزیدِ پلید — یگانے ہوئے بھوکے پیاسے شہید

جو کانوں سے صدمے سُنے بھی نہ تھے — وہ آنکھوں سے دیکھے وہ دل پر سہے

بگڑنا وہ بچوں کے احوال کا — بلکنا وہ معصوم اطفال کا

وہ بھوک اور وہ دھوپ اور وہ دشتِ بلا — نہ ملنا وہ پانی کی اک بوند کا

اِدھر ننھے ننھے یتیموں کا غم — اُدھر اشقیا کا ستم پر ستم

اِدھر بیبیوں کا جگر پاش پاش — اُدھر عابدِ پاک صاحب فراش

کیا صبر اور کچھ بھی مارا نہ دم — رہا ان بلاؤں میں ثابت قدم

نہ تسلیم چھوڑی نہ چھوڑی رضا — ہوا آپ راہِ خدا میں فدا

گیا لیکے نلے سر بدن چور چور — خدا اور رسولِ خدا کے حضور

الٰہی تحمل کا اُسکے طفیل — الٰہی توکل کا اُسکے طفیل

الٰہی طفیل اُس سرِ پاک کا — بدن سے جو کٹکر سناں پر چڑھا

رفیقانِ شاہِ زمن کا طفیل — شہیدانِ خونیں کفن کا طفیل

بتول اور انصار کا واسطہ — ائمہ اور ابرار کا واسطہ

کہ حافظ کو کر علمِ عرفاں نصیب — دمِ مرگ کر نورِ ایماں نصیب

رسولِ خدا پر درود و سلام | اور اصحاب اور آل سب پر مدام

تمت

تقریظ و تاریخ ریختۂ کلکِ گہر سلکِ محقق باکمال و مدقق بیمثال اُستاذ الاساتذہ و ملاذ التلامذہ شاعرِ اعجاز طراز شعرائے ممتاز ممتاز الشعرا جناب قاضی محمد ممتاز حسین صاحب متخلص بہ ممتاز خالِ بزرگوار و اُستاد آموزگارِ مصنف

محمدیان را صلائے عام ست کہ خوانِ خلیل گسترده است و ہر نزلش بہ نزل آبِ رحمت پروردہ اگر اہلِ ظاہر معنی نرسند و پرسند کہ خوان خلیل چیست و گسترندہ اش کیست گویم کہ خوانِ خلیل نعتِ رسولِ زمن ست و گسترندہ اش حافظ خلیل الدین حسن ست کہ امروز حافظ تخلص او ست خدا حافظ او باد و فردا حکم تخلیصش دہاد او ہمشیرہ زادۂ من ست و زادۂ طبعش ہمشیرۂ حلاوت ست من خالِ اویم و او خالِ روئے فصاحت ست و روشنیِ چشم من ست از ان چشم روشنیش میگویم دوگانۂ شکر گزارم کہ او یگانۂ من ست معنی بیگانہ بندد و مضمون غیر نپسندد و او حافظِ کلامِ خدا ست و خدا حافظِ کلامِ او ست و از انورِ عین انگارم و دیوانش را عین نور پندارم و او از پندار

وغرور بغایت دور و نفور و بوفور شکر گفتاری مسرور و مشکور دانشش بحر بیست اما بحر زلال و بیانش سحر بیست اما سحر حلال او بشگفته روئی ہر دم چوں لفظ حسن خنداں و خرم و سراپای نامش بسراپای خنداں توام و ہر که نام و تخلصش بر زباں راند از خندهٔ شادی لب بلب نرساند ممتاز چوں ندیده و ندیده این قطعه در مادهٔ تاریخ آفرید-

حافظِ خوش کلام و اہلِ کمال — ہمکلام است با خدای مجیب

بسکه باشد کلام او بخدا — بخدا باشدش کلام عجیب

بہر بالش کلام درد آمیز — دردِ دل را کلام اوست طبیب

با حبیبِ خداست دوستیش — دوستدارش بود خدای حبیب

ہر کلامش بود کلام مجید — ہر حدیثش بود حدیث غریب

سخنی کز لبش برون ریزد — ہست لب لباب پیش لبیب

ادب آموزگار بے ادباں — خامهٔ اوست چوب دست ادیب

ادبِ او فزوں ز حد قسم — رشتهٔ او بروں ز حد ادیب

سخنِ تر ز مغز خامه بریخت — کرد [illegible] مغز ما تر طیب

سہرا ہای جشن تربیت است — قصه‌ها ادا [illegible]

کلک کرسی حرف دائرہ اش — طرفه سحراب و منبر [illegible]

اوز دیوان ترتیبی دارد — هست بهر تقربش تقریب

دین خدا و مدینه را داند — جانب طیبه طینتش از طیب

حافظ نظم و نثر قرآن ست — نظم و نثرش به نظم و نثر ادیب

بعجب مانده ام ز تحقیقش — در حقیقت محققی ست عجیب

داد اقسام نثر را صحت — بهر استقام نظم اوست طبیب

او بدعوت نهاده خوان خلیل — دعوتش را غذای باد نجیب

بنکاتم نکات او نزدیک — بمن ست او ز اقربای قریب

بمثال و نظیر در امثال — مثل ممتاز بیمثال و غریب

بسخن نام من کند زنده — که نبرد خودم بمرگ قریب

بعد من یادگار من باشد — دور نبود ازین عزیز و قریب

طرفه دیوان نعت کرد رقم — طرفگیش برون ز نعت ادیب

چون کلامش غریب افتادست — سال ختمش بود کلام غریب

۱۳۰۳

چکیدهٔ قلم فصاحت رقم امیرالشعرا حضرت منشی امیر احمد صاحب امیر

مینائی لکھنوی

کہے قاضی خلیل الدین حسن نے
امیر اُنکی لکھی تاریخ میں نے

مضامیں طرفہ نعت مصطفےٰ کے
محامد ہیں وہ ختم انبیا کے
۱۳۰۳ھ

از نتائج افکار گہربار دودمان سخنوری را چراغ شاعر بلند خیال روشن دماغ جناب نواب مرزا خاں صاحب داغ دہلوی

نعتیہ کلام قاضی الحق
داغ از سر مدح گفت تاریخ

دل دیدہ ولذتے چشیدہ
گلزار خلیل نو رسیدہ
۱۳۰۳ھ

تمت

حضرت حافظ پیلی بھیتی کے کلام کا مجموعہ

ذیل کے چاروں دیوان جو رجسٹرڈ ہیں مفصلہ ذیل قیمت پر مصنف سے اور نظامی پریس بدایوں سے مل سکتے ہیں محصولڈاک ہر حالت میں ذمہ خریدار ہے۔

دیوان اول **نعت مقبول خدا** بعد ترمیم و نظر ثانی مصنف کے بار سوم چھاپا گیا ہے۔ پہلے ایڈیشن کی قیمت آٹھ آنہ تھی اب باوصف مزید اہتمام کے بنظر رفاہ عام چھ آنہ ہے۔

دیوان ثانی **نغمۂ روح** قیمت آٹھ آنہ

دیوان ثالث **خمخانۂ حجاز** قیمت بارہ آنہ

دیوان چہارم **آئینۂ پیغمبر** مع رباعیات قیمت ایک روپیہ

رباعیات حافظ قیمت دو آنہ

یکمشت خریداروں کے لیے رعایت

۱- دس جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف

۲- بیس جلد کے خریدار کو بیس جلد کی قیمت دیکر ۲۵ جلدیں ملیں گی۔

۳- سو جلد کے خریدار کو ۱۰۰ جلد کی قیمت میں ۱۵۰ جلدیں ملیں گی۔

۴- ہر چہار دیوان کی ایک ساتھ سو سو جلد خریدنے والوں کو دو دو سو جلدیں ملیں گی۔

مصنف کے تازہ ترین کلام کے مشتاقوں کو مژدہ

مصنف کا پانچواں دیوان زیر ترتیب ہے اور ان شاء اللہ تعالے عنقریب چھپ جائیگا اندازہ ہے کہ اس کی قیمت آٹھ آنہ رکھی جائیگی اور اس کا تاریخی نام بیاض نعت ہوگا۔

۱۳۴۳ھ